تنظیم اسلامی کا ترجمان

09

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
31واں سال

27 رجب تا 4 شعبان 1443ھ / یکم تا 7 مارچ 2022ء

ہماری سب سے بڑی ضرورت

آج دینی جدوجہد کے ضمن میں ہماری سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ طریق انقلاب واضح ہوجائے۔ آج مسلمانوں میں جذبے کی کمی نہیں ہے۔ ہزاروں لوگ جانیں دے رہے ہیں۔ اپنے جسموں سے بم باندھ کر اپنے جسموں کو اڑا رہے ہیں۔ کشمیر کے اندر جو جذبہ ابھرا اسے پوری دنیا نے دیکھ لیا۔ کشمیریوں کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ تو لڑنے والی قوم ہے ہی نہیں، اب اس کے اندر جان پیدا ہو چکی ہے۔ پاکستان سے جا کر کتنے لوگوں نے وہاں پر جامِ شہادت نوش کر لیا۔ لیکن اسلامی انقلاب کا طریق کار یہ نہیں ہے۔ اس سے کہیں کامیابی نہیں ہوگی۔ اس طریقے سے آپ صرف اپنا غصہ نکال سکتے ہیں۔ اسی طرح الیکشن سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا اور اسلامی انقلاب کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ آپ کا خلوص اپنی جگہ، لیکن یہ طریقہ غلط ہے۔ اسلامی انقلاب کے لیے طریق محمدیؐ کو اختیار کرنا ہوگا۔ قرآن تو کہتا ہے: ﴿وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (الانعام: 116) ''اگر تم زمین میں رہنے والوں کی اکثریت کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے گمراہ کر کے چھوڑیں گے''۔ الیکشن تو صرف اکثریت اقلیت کا مسئلہ ہے۔ کیا آیت اللہ خمینی الیکشن کے ذریعے ایران میں برسرِ اقتدار آ سکتے تھے؟ ہرگز نہیں! خدا کے لیے اپنے آپ کو دھوکہ دینا چھوڑ دو۔ آج پوری امت عذابِ الٰہی سے صرف اس صورت میں نکل سکتی ہے کہ کم از کم کسی ایک ملک میں اللہ کے دین کو قائم کر کے پوری دنیا کو دعوت دے سکے کہ آؤ دیکھو، یہ ہے اسلام! اس کی برکتیں دیکھو...... اس کی سعادتیں دیکھو...... یہاں کی مساوات اور یہاں کا بھائی چارہ دیکھو...... یہاں کی آزادی دیکھو یہاں کا امن وامان دیکھو!!! اگر ہم یہ نہ کر سکے تو پھر اللہ کا عذاب سخت سے سخت تر ہوگا۔

رسولِ انقلاب کا طریقِ انقلاب
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل
پاکستانی معیشت.... (انسدادِ سود کی جدوجہد 5)

کیا ہمارا آخرت پر یقین ہے؟

بھارت میں اسلاموفوبک دہشت گردی

حضرت اُمّ شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا

جو تیرا فرض ہے....

بدترین انسان کی پہچان

الھدیٰ (975)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اللہ کے محبوب بندوں کی صفات

سُورۃُ الفُرقان | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت : 63

وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾

آگے زیر درس آیات میں ’’عبادالرحمٰن‘‘ یعنی اللہ کے محبوب اور چہیتے بندوں کی سیرت کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ان آیات کا مطالعہ کرتے ہوئے ہر بندۂ مسلمان کو اپنے دل میں ایک خواہش اور اُمنگ ضرور پیدا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنے ان خاص بندوں میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پھر اسے ان بندوں کی صف میں شامل ہونے کے لیے عملی طور پر کوشش بھی کرنی چاہیے۔

آیت ۶۳: ﴿وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا﴾ ’’اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی اور نرمی کے ساتھ چلتے ہیں۔‘‘

وہ اپنے آپ کو آقا اور مالک نہیں بلکہ اللہ کے بندے اور غلام سمجھتے ہیں۔ وہ چلتے بھی غلاموں ہی کی طرح ہیں۔ ان کی چال میں اکڑ کی بجائے عاجزی اور فروتنی ہوتی ہے۔

﴿وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾﴾ ’’اور جب ان سے مخاطب ہوتے ہیں جاہل لوگ تو وہ ان کو سلام کہہ دیتے ہیں۔‘‘

عربی میں جاہل کا معنی اَن پڑھ یا بے علم آدمی نہیں، بلکہ اس سے مراد اُجڈ اور مشتعل مزاج شخص ہے جو جہالت پر اتر آئے اور کسی شریف آدمی سے بدتمیزی کا برتاؤ کرے۔

’’عبادالرحمٰن‘‘ کی دوسری صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ جاہل اور اُجڈ قسم کے لوگ ان کی بات کو سمجھنے اور اس سے اثر لینے کی بجائے پنجابی محاورہ کے مطابق ان سے محض سینگ پھنسانا چاہتے ہیں یعنی انہیں خواہ مخواہ بحث و مباحثہ میں الجھانا چاہتے ہیں تو انہیں سلام کر کے وہ اپنی راہ لیتے ہیں۔ کیونکہ ایسی گفتگو یا بحث سے وقت کے ضیاع کے علاوہ کچھ حاصل ہونے کی توقع نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایک سمجھدار اور معقول آدمی کو چاہیے کہ وہ مناسب انداز میں دوسرے کو اپنی بات سمجھانے کی کوشش کرے، لیکن جب اسے محسوس ہو کہ اس کا مخاطب جان بوجھ کر بات کو سمجھنا نہیں چاہتا اور خواہ مخواہ کی بحث میں الجھنا چاہتا ہے تو وہ کسی قسم کی بدمزگی پیدا کیے بغیر خود کو ایسی صورت حال سے الگ کر لے۔

فرمان نبویؐ

چغل خوری کی مذمت

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ ((مِنۡ شَرِّ النَّاسِ ذُو الۡوَجۡھَیۡنِ الَّذِیۡ یَاۡتِیۡ ھٰۤؤُلَاۤءِ بِوَجۡہٍ وَّھٰۤؤُلَاۤءِ بِوَجۡہٍ))(ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے بُرا وہ شخص ہے جو دو منہ رکھتا ہے۔ بعض لوگوں کے پاس ایک منہ لے کر آتا ہے اور بعض لوگوں کے پاس دوسرا منہ لے کر آتا ہے (یعنی چغل خوری کرتا ہے)۔‘‘

تشریح: فتنہ وفساد کی غرض سے ادھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات ادھر نقل کر دینا چغلی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عام اخلاقی مرض سے بچنے کے لیے اپنے کلام پاک کے اندر ایک محکم اصول بیان فرمادیا ہے کہ بات بیان کرنے والے کو دیکھو کہ وہ مومن صادق ہے یا نہیں۔ اگر وہ فاسق ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہ کرو اور بات کی بھی چھان بین کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ سہل انگاری سے وہ بات آگے پھیلا دو اور تمہاری جلد بازی تمہارے لیے ندامت کا باعث ہو۔

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل (قسط:17)

پاکستانی معیشت کے خدوخال (انسدادِ سود کی جدوجہد-5)

(گزشتہ سے پیوستہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ عدالتی سطح پر اس کیس کو آگے بڑھانے میں تنظیم اسلامی کا ایک مستقل رول ہے اور اس بار ہم نے پورے طور پر اس کا تعاقب کیا ہے، کوئی ایسی سماعت نہیں ہوئی جب ہم نے وہاں پر اپنی نمائندگی ظاہر نہ کی ہو۔لیکن یہ کہنے میں بھی کوئی عار نہیں کہ ہم سے بڑھ کر جماعت اسلامی نے اس میں رول ادا کیا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی قیادت کی بعض اہم شخصیات مستقل اس سماعت کا حصہ ہیں، وہ آکر کورٹ سے تعاون بھی کرتے ہیں اور اگر وہاں کوئی غلط بات ہو رہی ہو تو اس کو دلائل کی روشنی میں درست کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔پھر ان کی طرف سے وکلاء بھی نمائندگی کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ کورٹ کی سماعت میں کوئی دوسری جماعت ابھی تک شامل نہیں ہے لیکن آؤٹ سائیڈ دی کورٹ جے یو آئی کا وہ حلقہ جو مساجد اور مدارس کے معاملات سے زیادہ وابستہ ہے، سیاست میں سرگرم نہیں ہے انہوں نے اس مسئلے کو بہت سیریس لیا ہے اور ایک تحریک چلائی جس میں علماء تک یہ پیغام پہنچانے اور خطباء کو ترغیب وتشویق دلانے پر عوام کو آگاہی دینے کے لیے انہوں نے متعدد پروگرامز کیے ہیں اور مختلف جہتوں میں کوششیں کی ہیں۔ان کوششوں میں مولانا زاہد الراشدی صاحب کا کردار بہت اہم ہے۔انہوں نے اخبارات میں مضامین بھی لکھے ہیں۔اسی طرح آسٹریلیا مسجد کے خطیب مولانا عبدالرؤف صاحب نے بھی بہت مثبت رول ادا کیا۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کا دائرہ اختیار بہت محدود ہے۔فیڈرل شریعت کورٹ کا مینڈیٹ صرف یہ ہے کہ اس نے ان لاءز یا ایکٹس یا پرووِژن آف لاءز کو جن میں انٹرسٹ کا ذکر ہے کو اس کسوٹی پر جانچنا ہے کہ کیا یہ انٹرسٹ وہی ربا ہے جس کو شریعت حرام قرار دیتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر ان کا کام صرف یہ ہے کہ انہوں نے تمام متعلقہ پارٹیز کو بلانا ہے، نوٹس بھیجنا ہے اور ان کے دلائل کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ سنانا ہے کہ یہ قانون خلافِ قرآن وسنت ہے یا نہیں۔اگر ہے تو اس کو سٹرائیک ڈاؤن کرنے کا ایک ضابطہ وضع کرنا ہے۔

یہ بات بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ جو شروع میں لاءز اور ایکٹس چیلنج ہوئے تھے ان میں سے کچھ کو ویسے ہی ضم کیا جا چکا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو بعد میں بنے ہیں۔محسوس یہ ہوتا ہے کہ جن لاءز اور ایکٹس کو ابھی تک چیلنج کیا گیا ہے ان کے ضمن میں اگر کورٹ یہ فیصلہ کر دے کہ یہ

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

27 رجب تا 4 شعبان 1443ھ جلد 31
یکم تا 7 مارچ 2022ء شمارہ 09

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

قرآن وسنت کے منافی ہیں (یا نہیں ہیں) تو پھر جو نئے لاءز بن رہے ہیں ان میں بھی اگر کہیں ربا کا شائبہ محسوس ہوا تو انہیں بھی بعد میں چیلنج کرنا پڑے گا۔ اگر کورٹ انٹرسٹ کو ربا قرار دے دے تو سب سے پہلی ذمہ داری پارلیمنٹ کی ہوگی کہ وہ ربا سے پاک نئی قانون سازی کرے۔ اس کے بعد فنانس کے ڈیپارٹمنٹ اور خصوصاً سٹیٹ بینک کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ بینکنگ سسٹم کو سود سے پاک رکھے۔ لیکن ان سب اداروں کو اس حوالے سے متحرک کرنے کے لیے بھی باقاعدہ جہاد کی ضرورت پڑے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنی کچھ اور کوششیں بھی جاری رکھی ہیں جن میں پارلیمنٹیرینز سے ملنا، ان کی جو سٹینڈنگ کمیٹیز ہیں ان کے ساتھ ملنا ہے، سٹیٹ بینک کے نمائندوں سے جا کر ملنا ہے اور انہیں بتانا شامل ہے کہ فیصلہ آجائے تو اس کے خلاف کام کرنے کی بجائے اس کے مطابق اقدام کرنے کا وقت آرہا ہے۔ لیکن اس راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہمارا بینکنگ سسٹم ہی ہے۔ خاص طور پر سٹیٹ بنک جتنا بڑا اور اہم ادارہ ہے اتنی ہی بڑی رکاوٹ بھی ہے۔

انہیں اسی بینکنگ سسٹم میں عافیت نظر آتی ہے کہ آپ متوازی نظام پر اوپر بس قوم کو راضی کرلیں کہ کنونشنل سودی بینکنگ کا نظام بھی چلتا رہے اور اسلامک موڈ بھی ساتھ لانچ ہو جائے۔ اس کے پس پردہ یہ نظر آتا ہے کہ یہ اختیارات کی ایک جنگ ہے۔ کیونکہ اگر سود کی لعنت ختم ہو جاتی ہے تو سٹیٹ بینک کی اتھارٹی کمزور ہو جائے گی جس کے لیے وہ کسی صورت راضی نہیں۔ اسی پریشر کی وجہ سے سٹیٹ بینک نے پارلیمان میں ایک بل لانچ کروایا، جو پاس بھی ہو چکا ہے۔ یعنی وہ پیشگی سدباب کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ اس لیے کہ اب سٹیٹ بینک اتنا آزاد ہے کہ وہ پاکستان کے ریاستی اداروں کی بجائے سیدھا سیدھا عالمی مانیٹری ایجنسیز کا زیادہ مطیع ہوگا۔ یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کو تمام پاکستانیوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر مذہبی و دینی طبقہ میں اس بات کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

قائداعظم نے سٹیٹ بینک کے افتتاح کے موقع پر بینکنگ سسٹم کو اسلامک پیراڈائم میں ڈھالنے کی بات کی تھی۔ اُس وقت اگر آغاز ہی سے غیر سودی نظام قائم کیا جاتا تو بہت آسان تھا۔ اب اگر سود کو ختم کرنا ہے تو یہ کام قدم بہ قدم ہوگا۔ اس وقت اسلامک بینکنگ کے نام سے ایک بہت بڑی پریکٹس چل رہی ہے اور اس کو کچھ نہ کچھ علماء کی تائید بھی حاصل ہے جو چیزیں ان کے ہاں صحیح develop ہوگئی ہیں اگر انہیں بلا حیل وحجت نافذ کر دیا جائے تو یہ ایک تبدیلی کا پیش خیمہ ہے۔ اس کے بعد کچھ چیزوں کو بدلنے میں وقت درکار ہوگا۔ جیسا کہ دوسرے ملکوں کے ساتھ لین دین کا معاملہ ہے اور دوسرا پبلک ڈیٹ کا ایشو ہے۔ ان دو ایشوز کو بڑی حکمت کے ساتھ اور ایک مناسب روڈ میپ تیار کر کے اس کے مطابق حل کرنا پڑے گا۔ شرط یہ ہے کہ ہم سود کو ختم کرنے کا تہیہ کرلیں۔ اس عزم کے بغیر اگر ہم متوازی نظام پر قناعت کرتے ہیں تو ہم سود کو قیامت تک ختم نہیں کر سکتے۔ اس متوازی نظام تصور کو ہمیں بہر صورت چھوڑنا پڑے گا لیکن صحیح رُخ اختیار کرنے کے لیے ہمیں ایک روڈ میپ بنانا پڑے گا۔ یہ تہیہ کرنا پڑے گا کہ تدریج کے ساتھ جو آسان ہے اسے پہلے ختم کرلیں اور جو چیزیں مشکل ہیں جیسا کہ بیرونی لین دین اس کے لیے ایک ٹائم فریم طے کرلیں کہ اس کے بعد ہم سودی لین دین نہیں کریں گے۔ گویا سود کا مکمل خاتمہ ہمارا مقصود ہو۔

قارئین نے نوٹ کیا ہوگا کہ ہم نے معیشت کے حوالے سے کتنی تفصیل سے نہ صرف بات کی ہے بلکہ معاملے کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے جو افراد اور جماعتیں سودی معیشت کے خلاف جہاد کر رہی ہیں اُن کے بیانات اور خیالات کو خلافِ معمول اداریے کا حصہ بنا دیا ہے۔ ایسا کرنا ہماری دینی ذمہ داری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں سودی لین دین کو اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیتا ہے۔ سود درحقیقت ''فسادی بیج'' ہے جو شیطان اور اُس کی ٹیم نے دنیا میں بو کر دنیا کو جہنم نظیر بنا دیا ہے۔

اسی لیے ہم نے معیشت کے اعتبار سے پاکستان کے داخلی اور خارجی مسائل کا تجزیہ کرتے ہوئے سودی نظام کی تباہ کاری اور اُس کے خلاف جدوجہد کو اہم اور مرکزی حیثیت دی ہے۔ امتِ مسلمہ کو علامہ اقبالؒ کے اس شعر کو سمجھنے اور سود پر مبنی انسانیت دشمن نظام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کی ضرورت کا احساس کرنا ہوگا۔

تا تہ و بالا نہ گردد ایں نظام — دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

کیا ہمارا آخرت پر یقین ہے؟

(سورۃ الواقعہ کی آیات 57 تا 67 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 11 فروری 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں ہم نے سورۃ الواقعہ کی آیت 59 تک کا مطالعہ کیا تھا۔قرآن حکیم کا یہ سادہ انداز ہے کہ وہ بندوں کو ان کی تخلیق پر غور وفکر کی دعوت دیتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ تم پیدا کیے گئے ہو، تمہارا کوئی خالق ہے، تمہارا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور وہی تمہارا معبود بھی ہے۔تم از خود پیدا نہیں ہو گئے اور جس نے تمہیں پیدا فرمایا وہ موت دینے پر بھی قادر ہے اور جو موت دے گا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ پھر تخلیق کائنات پر قرآن حکیم غور وفکر کی دعوت دیتا ہے کہ اس کائنات کی تخلیق پر غور وفکر کرو گے تو تمہیں مقصدیت نظر آئے گی۔ ہر شے اللہ تعالیٰ نے با مقصد بنائی ہے۔ پھر قرآن حکیم یہ بتاتا ہے کہ اس کائنات کو اگر با مقصد بنایا گیا ہے اور نظام کائنات ایسے تخلیق کیا گیا ہے کہ تمہاری زندگی اس زمین پر برقرار رہ سکے تو کیسے ممکن ہے کہ تمہاری تخلیق بے مقصد ہو۔تم اس دنیا میں بھیجے گئے ہو آخرت کی تیاری کے لیے۔ یہ وہ بنیادی موضوعات ہیں جو قرآن حکیم کی اکثر مکی سورتوں میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔ زیر مطالعہ آیات میں بھی اسی انداز سے اللہ تعالیٰ انسان کو غور وفکر کی دعوت دے رہا ہے۔فرمایا:

﴿نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۵۷﴾ ’’ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے' تو تم لوگ تصدیق کیوں نہیں کرتے ؟‘‘

﴿اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۵۸﴾ ’’کیا تم نے کبھی غور کیا اس پر جو (منی) تم ٹپکا دیتے ہو؟‘‘

﴿ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۵۹﴾ ’’کیا اس کی تخلیق تم کرتے ہو یا ہم تخلیق کرنے والے ہیں؟‘‘

نہ ماننے والوں کو سمجھانے کا ایک سادہ انداز اختیار کیا گیا۔اگر ہم نے خود اس کو نہیں بنایا ہے تو ظاہر ہے کوئی ہے جو اس کو بنانے والا ہے۔ لہٰذا اُس کو مان لینا ہی بہتر ہے۔ اگر وہ پہلی دفعہ پیدا کر سکتا ہے تو دوسری دفعہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ جیسے آگے فرمایا:

﴿نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۶۰ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ﴾ ’’ہم نے تمہارے مابین موت کو ٹھہرا دیا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہاری مثل بدل کر لائیں۔‘‘

﴿وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۶۱﴾ ’’اور تمہیں ایسی تخلیق میں اٹھائیں جسے تم نہیں جانتے!‘‘

مرتب: ابو ابراہیم

اللہ قادر ہے کہ تمہیں موت دے دے اور اللہ قادر ہے کہ تمہیں مٹا کر کسی اور قوم کو لے آئے۔ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تمہیں کسی اور شکل وصورت میں اُٹھا کھڑا کرے اور دوبارہ تمہاری تخلیق ایسے مادے سے ہو جس کو تم نہ جانتے ہو۔ جیسا کہ عالم ازل میں ہم تھے۔فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى﴾ ’’اور تم (اپنی) پہلی زندگی کے بارے میں تو جانتے ہی ہو‘‘

﴿فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۶۲﴾ ’’تو پھر تم سمجھتے کیوں نہیں ہو؟‘‘

ہماری زندگی کی ابتدا عالم ارواح میں ہوئی تھی جب اللہ نے ارواح سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا تھا۔ سورۃ الاعراف کی آیت 172 میں اشارتاً بات آتی ہے۔ زندگی وہاں سے شروع ہوئی تھی اور اب آخرت میں جا کر اصل ٹھکانہ ہوگا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں رہیں گے اور خوش رہیں گے اور اہل دوزخ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے اور مبتلائے عذاب رہیں گے۔‘‘ (صحیح مسلم)

اس دنیا میں موت کے آنے کے بعد سے لے کر قیامت کے برپا ہونے تک بہت طویل عرصہ ہے۔ جبکہ دنیا کا معاملہ بہت تھوڑا سا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے میرے کتنے سانس رہتے ہیں، آپ کے کتنے رہتے ہیں۔ اس پورے تسلسل میں دیکھیں کہ عالم ارواح سے جو زندگی شروع ہوئی، اس کے بعد موت آئی پھر اس دنیا میں اپنے وقت پر بندہ پیدا ہوا، درمیان میں کتنا وقفہ تھا، اس دنیا میں پھر موت آئے گی اور پھر طویل وقفے کے بعد دوبارہ آخرت میں اُٹھایا جائے گا۔ اس پورے تسلسل زندگی میں یہ دنیا کی زندگی ایک بہت معمولی سا پیریڈ ہے، ایک چھوٹا سا سٹاپ اوور ہے لیکن یہ اہم ترین اس لیے ہے کہ کل کی ہمیشہ کی زندگی کے نتائج کا انحصار اس دنیا میں کیے گئے اعمال پر ہے۔ بقول شاعر: ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی، جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں یقین عطا فرمائے لیکن غور کرنا چاہیے کہ کیا ہمارے معاملات اللہ کے ساتھ اور بندوں کے ساتھ ٹھیک ہیں؟ ہم سے جو دین اسلام کے تقاضے ہیں، کیا وہ ہم پورے کر رہے ہیں؟ بہر حال فرمایا کہ:

﴿وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى﴾ ’’اور تم (اپنی) پہلی زندگی کے بارے میں تو جانتے ہی ہو‘‘

﴿فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ۶۲﴾ ’’تو پھر تم سمجھتے کیوں نہیں ہو؟‘‘

اس دنیا میں آنے سے پہلے بھی ہمیں ایک زندگی عطا کی گئی۔ پھر دوبارہ اس دنیا میں پیدا فرمایا گیا۔ یہاں ہمارا امتحان ہو رہا ہے۔ جو اللہ پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے۔ اس میں ہمارے لیے توحید کے

دلائل بھی ہیں اور آخرت کا تذکرہ بھی ہے۔ یہ توحید اور آخرت کا بیان ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ انسان کو اللہ نے پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا۔ زمین بنائی ہے، سجائی ہے، وسائل رکھے ہیں تاکہ اس زمین پر بندوں کی زندگی کا معاملہ آسانی کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔ اسی حوالے سے مزید غور وفکر کی دعوت دی جا رہی ہے تاکہ ہم غور وفکر کریں اور اپنی اُخروی زندگی کے بارے میں سوچیں اور اس کے لیے تیاری کریں۔ فرمایا

﴿اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾﴾

''کیا تم نے کبھی غور کیا کہ یہ بیج جو تم بوتے ہو؟ کیا تم اسے اُگاتے ہو یا ہم اُگانے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں، پھر تم بیٹھے رہو باتیں بناتے ہوئے۔ (کہ لو جی!) ہم پر تو بڑا تاوان پڑ گیا۔ بلکہ ہم تو بالکل ہی محروم ہو کر رہ گئے۔''

ایک کسان اتنی محنت کر کے کھیتی کی زمین کو تیار کرتا ہے پھر اس میں بیج بوتا ہے اس اُمید پر کہ اس بیج سے فصل اُگے گی۔ کسان تو بیج بو کر زمین کو برابر کر دیتا ہے۔ اس کے بعد کون ہے جو اس بیج کی آبیاری کر رہا ہے؟ نشوونما کر رہا ہے؟ پروٹیکشن کر رہا ہے؟ اس کو کونپل بننے کی طاقت دے رہا ہے اور وہ کونپل کہ جس کو تم پھونک مارو تو ہل جائے مگر اُسی کونپل کو زمین کو پھاڑنے کی طاقت کون دے رہا ہے۔ کون اس کو پودا بننے کی صلاحیت عطا کر رہا ہے اور کون اس بیج سے فصل کے اُگانے کا اہتمام کر رہا ہے؟ یہ سوال اللہ تعالیٰ کر رہا ہے، یہ بڑا جلالی انداز ہے۔ کسان اگر اللہ کو ماننے والا ہے تو وہ بھی دعا کرتا ہوگا: یا اللہ آندھی طوفان نہ آجائے، یا اللہ تیز بارش نہ آجائے۔ کسان تو بس اتنا ہی کر سکتا ہے۔ ذرا غور کریں اور پھر اللہ تعالیٰ کی شان کریمی بھی دیکھیں اور اس کی قدرت کے نظارے بھی دیکھیں۔ ایک جیسی زمین ہوتی ہے، ایک ہی سورج کی شعائیں اس پر پڑتی ہیں، ایک جیسی روشنی، ایک جیسی بارش، لیکن پھلوں کا ذائقہ اپنا اپنا، رنگ مختلف، شکل وصورت مختلف۔ یہ سب کون کر رہا ہے؟ کس نے بیج کو ان سب باتوں کی صلاحیت دی ہے؟ کیا اس میں خالق کائنات کی قدرت کے نظارے موجود نہیں ہیں؟

اللہ کو پہچاننے کے لیے کوئی سات آسمانوں پر جانے کی ضرورت نہیں، اللہ نے یہاں تمہاری نگاہوں کے سامنے ساری نشانیاں رکھ دی ہیں۔ جو تم کھاتے ہو اور جو استعمال کرتے ہو اس کے ایک ایک ذرے کے اندر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانیاں رکھی ہوئی ہیں۔

﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٣﴾﴾ (الرحمٰن)

''تو تم دونوں (گروہ) اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کرو گے؟''

یہ قرآن پاک کا وہ سادہ انداز ہے جو چودہ صدیاں پہلے کے بدو کو بھی غور وفکر کی دعوت دیتا تھا، آج ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم زیادہ ترقی یافتہ (Advance) دور میں رہ رہے ہیں اور ہمارے پاس ٹیکنالوجی بھی بہت زیادہ ہوگئی ہے، ہمارے ریسرچ کے وسائل بھی بہت زیادہ ہوگئے ہیں لیکن اس سب کے باوجود اگر ہمارا اللہ پر ایمان اور یقین نہیں بنا، آخرت پر ہمارا یقین نہیں ہے تو اس سارے علم کا کوئی فائدہ نہیں، یہ ساری ریسرچ بے کار ہے۔

ایک بہت بڑا سائنس دان آئزک مرا۔ مرنے سے پہلے اس سے پوچھا گیا کہ تیرے مرنے کے بعد کیا ہوگا تو اس نے جواب دیا کہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس ساری ترقی اور ریسرچ کے باوجود اگر ایسے لوگوں کو یہ علم نہیں ہوا کہ اس کائنات کو بنانے والا کوئی ہے، اس کا نظام چلانے والا کوئی ہے تو پھر اس ساری ترقی اور ریسرچ کا کیا فائدہ۔ جب آپ کی آخرت نہیں بنی، جس امتحان کے لیے اس دنیا میں بھیجا گیا تھا اس امتحان میں آپ پاس نہ ہو سکے تو بڑی سے بڑی سائنس کی یونیورسٹی سے بھی ڈگری حاصل کر لی تو اس کا کیا فائدہ۔ اگر ان کو خدا نہیں ملا، خالق کائنات نہیں ملا تو ان کی جہالت اور صدیوں پہلے کی جہالت میں کیا فرق ہے؟

اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن اسی جہالت سے نکالنے کے

پریس ریلیز 25 فروری 2022ء

مسلمانوں کا معاشرتی نظام آج دجالی قوتوں کی زد میں ہے

شجاع الدین شیخ

مسلمانوں کا معاشرتی نظام آج دجالی قوتوں کی زد میں ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سہ روزہ ''حیا مہم'' کے آغاز کے موقع پر اپنے خصوصی بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ مسلمان ممالک طاغوتی قوتوں کے سیاسی اور معاشی نظام میں تو ایک عرصہ سے جکڑے جا چکے تھے۔ البتہ مسلمانوں کا معاشرتی اور سماجی نظام کسی قدر محفوظ تھا لیکن آج وہ بھی دجالی تہذیب کے نشانہ پر ہے۔ بدقسمتی سے عورتوں کی اکثریت ستر وحجاب کے شرعی احکامات سے بالکل لاتعلق ہو چکی ہے اور مردوں کی غیرت وحمیت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ہم مادر پدر آزادی کے پُرفریب نعروں کی اندھا دھند تقلید میں متاعِ ایمان کھو بیٹھے ہیں اور دنیا بھر میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم خود شرم وحیا کا پیکر بنیں اور جو حقوق اسلام نے عورت کو دیے ہیں اُن کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔ نکاح کے معاملہ کو آسان کریں اور خاندانی نظام کو مضبوط کریں۔ پھر یہ کہ مملکتِ خداداد پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی ریاست بنا کر دنیا کے سامنے نمونہ کے طور پر پیش کریں۔ آخر میں تنظیم اسلامی کے امیر نے خصوصی دعا کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پاکستان میں ایک ٹھیٹھ اسلامی معاشرہ وجود میں لانے اور پاکستان میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو نافذ کرنے کی جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

لیے بھیجا ہے اور یہ ہمیں کتنی خوبصورتی کے ساتھ اور کس قدر سادہ انداز میں سمجھا رہا ہے، ہمیں انسانی تخلیق پر، کائنات کی تخلیق پر، نباتات کی تخلیق پر غور وفکر کرنے کی دعوت دے رہا ہے کہ تم نہ تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بنا دیا۔ دوبارہ بنانا اس کے لیے مشکل نہیں ہے۔ عدم سے وجود میں لے کر آیا، تم نہ تھے تو تمہیں وجود میں لے کر آیا، دوبارہ پیدا کرنا، دوبارہ وجود میں لانا کون سا مشکل ہے۔

دنیا کی ایجادات کے تناظر میں دیکھ لیجیے۔ گراہم بیل نے فون ایجاد کیا، پہلی بار اس کو ایجاد کرنا کتنا مشکل تھا۔ اس کے بعد دوبارہ بنانا، اس کو فالو کرنا، کاپی کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔ ذرا سوچیے رب کائنات کے لیے کسی چیز کو دوبارہ پیدا کرنا کیوں مشکل ہوگا؟

یہ دلائل تو کافروں کے لیے ہیں، ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، ہم قرآن پاک کی ایک ایک آیت کو مانتے ہیں، کسی ایک آیت کا انکار کردیں تو مسلمان نہیں رہ سکتے۔ ہمیں بھی تو موت آنی ہے، ہمیں بھی تو دوبارہ اللہ پیدا فرمائے گا۔ کیا بحیثیت مسلمان ہم آخرت کے حساب کتاب کے لیے تیار ہیں؟ کیا ہم موت کے بعد نئی زندگی کے لیے تیار ہیں؟ سچ بات تو یہ ہے کہ ہم موت سے آنکھیں چرالیتے ہیں کہ ابھی تو ہم نے زندگی کی بہاریں دیکھنی ہیں، ابھی تو بچوں کی بہاریں دیکھنی ہیں بلکہ بچوں کے بچوں کی بہاریں دیکھنی ہیں۔ حالانکہ ہم روز جنازوں میں شریک ہوتے ہیں، بوڑھے کے جنازوں میں بھی شریک ہوتے ہیں، بچوں کے جنازوں میں بھی شریک ہوتے ہیں۔ کیا ان مرنے والوں کے خواب نہیں تھے؟ تو پھر ہم کس غلط فہمی میں مبتلا ہیں؟ کیا کل کی پیشی کا ہمیں یقین ہے؟ ہم سے بھی سوالات کیے جائیں گے زندگی کے بارے میں بھی، جوانی کے بارے میں بھی، مال کہاں سے کمایا کہاں خرچ کیا، علم جو اللہ نے عطا کیا اس پر کتنا عمل کیا؟ اللہ نعمتوں کے بارے میں بھی سوال ہوگا، نماز کے بارے میں بھی سوال ہوگا، قرآن جیسی نعمت کے بارے میں بھی سوال ہوگا، ہمیں محمد مصطفیٰ ﷺ کا اُمتی بنایا گیا، اس عظیم نعمت کے بارے میں بھی سوال ہوگا، ہمیں کامل دین عطا ہوا، اس کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنا ہماری دینی ذمہ داری ہے اس کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم تیار ہیں؟

آج ہماری عظیم اکثریت کے شب وروز جن مشاغل میں گزرتے ہیں، جو ہمارا کردار، رویے، معاملات ہیں اور جس بے باکی کے ساتھ مسلم معاشروں میں اللہ کے احکام توڑے جارہے ہیں اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا آخرت پر یقین ہی نہیں ہے۔ زیر مطالعہ آیت میں کفار کو جھنجھوڑا جارہا ہے، ان کے لیے آخرت کے دلائل پیش کیے جارہے ہیں۔ ہم تو مسلمان ہیں لیکن آج ہمارا حال کیا ہے۔ بقول شاعر ؎

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

آج دیکھ لیجیے ایک ہندو کی شادی میں اور ایک مسلمان کی شادی میں کوئی خاص فرق نہیں رہا سوائے اس کے کہ وہ جنتر منتر پڑھتے ہیں، ہم اللہ کا نام لے کر نکاح کرتے ہیں۔ الحمدللہ، اللہ کا نام لے لیتے ہیں لیکن اس کے بعد اور اس سے پہلے کیا کرتے ہیں؟ وہی بے پردگی، وہی ناچ گانے، وہی بے حیائی کا طوفان وہاں پر بھی دکھائی دیتا ہے اور یہاں پر بھی موجود ہے۔ 14 فروری کو ویلنٹائن ڈے کے نام پر فحاشی اور بے حیائی کا جو طوفان غیر مسلم معاشروں میں ہوتا ہے وہی ہمارے کونے کھدروں میں بھی کہیں کہیں نظر آجاتا ہے۔ بڑے بڑے بازاروں کی کچھ دکانیں لال لال ہوجاتی ہیں۔ تو پھر کیا فرق ہوا سوائے اس کے کہ وہ کلمہ گو نہیں ہیں جبکہ ہم کلمہ گو ہیں؟ تہذیب کے اعتبار سے جو حرکتیں ادھر ہیں وہ ادھر بھی ہیں۔ ڈریس کوڈ اور لباس کے معاملات جو غیروں میں ہیں وہ ہمارے معاشرے میں بھی ہیں۔ کیا یہ اللہ کو ماننے والوں کا معاشرہ ہے؟ اگر ماننے والوں کا معاشرہ ہے تو کوئی تو فرق نظر آئے۔

آج جن مسائل میں ہم اُلجھے ہوئے ہیں اور جن ایشوز کو ہم اپنے اصل ایشوز سمجھ رہے ہیں وہ تو ہمارے اصل ایشوز ہیں ہی نہیں۔ یہ دنیا کے مال و اسباب تو ضمنی چیزیں ہیں ہمارا مسئلہ آخرت ہے۔ ہم مسافر ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

''دنیا میں ایسے رہو جیسے اجنبی ہو یا راہ چلتا مسافر ہو۔''

یعنی یہ تمہارا اصل ٹھکانہ نہیں ہے یہاں راہ چلتے مسافر کی طرح رہو۔ البتہ یہ اہم اس لیے ہے کہ کل جو کچھ ہم پر بیتنا ہے، جو کچھ پیش آنا ہے ان سارے نتائج کے لیے محنت کا موقع اس دنیا میں اللہ نے ہمیں دے دیا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھانا اصل دانش اور حکمت ہے۔ یہ ہے قرآن کا وہ اسلوب جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات پر یقین اور اپنی نعمتوں کی قدر کرنے اور ان کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی فکر اور تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی
"قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جارہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہوچکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، 36-K، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون: 3-35869501(92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

حیا مہم

امیر تنظیم اسلامی کا خصوصی پیغام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اسلام کا بہترین وصف حیا ہے۔''

''حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں اگر ایک چلا گیا تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔''

''اگر تم میں حیا نہ رہے تو تم جو چاہو کرو۔''

حیا کیا ہے؟ یہ ایک فطری جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان میں رکھا ہے، جو انسان کو بدی سے روکتا ہے اور خیر کے معاملے میں اس کو اطمینان دیتا ہے۔ یعنی وہ فطری جذبہ جو بندے کو بدی سے روکتا ہے وہ حیا کا عنصر ہے۔ عام طور پر اس کی ضد بے حیائی پر جب کلام کیا جاتا ہے تو اس میں فحاشی، عریانی، زنا، بے پردگی والے کام شامل سمجھے جاتے ہیں۔ البتہ حیا کا لفظ بڑا وسیع تر مفہوم رکھنے والا وصف ہے جس میں کہا جاسکتا ہے کہ وہ بنیادی عنصر جو اللہ تعالیٰ نے انسان میں ودیعت کیا کہ انسان جب بدی کرتا ہے تو کھٹک پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے اندر جھجک محسوس کرتا ہے بشرطیکہ اس کی فطرت سلامت ہو اور نیکی کی طرف رجحان ہو، جب وہ نیکی کرتا ہے تو اپنے اندر اطمینان پاتا ہے۔ حیا اللہ سے بھی کرنی چاہیے۔ جب بچہ اپنے والدین سے سینہ تان کر بات کرتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ بڑا بے حیا ہے۔ اسی طرح اللہ کے ساتھ بھی حیا ضروری ہے۔ بندہ اس کی عطا کردہ نعمتیں استعمال کرتا ہے لہٰذا اس کا شکر بجالانے کی کوشش کرے۔ یہ ناشکری کا طرزِ عمل بھی بے حیائی کا طرزِ عمل ہے جیسا کہ ماں باپ کے ساتھ سینہ تان کر بات کرنا بھی ناشکری اور بے حیائی کے ذیل میں آتا ہے۔ البتہ آج جس دور میں ہم جی رہے ہیں اس میں دجالی تہذیب کے اثرات ہم اپنے معاشرے میں محسوس کرتے ہیں۔ دنیا میں اس وقت ایک بے خدا تہذیب ہے جہاں وحی کا انکار ہے اور ایک ہم مسلمان ہیں جو خالق کائنات کو مانتے ہیں، اس کے رسول مکرم ﷺ کو مانتے ہیں اور اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دین اسلام کو ایک مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر عطا فرمایا جو زندگی کے تمام گوشوں (سیاست، معیشت، معاشرت) میں رہنمائی عطا کرتا ہے۔ آج بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ سیاسی طور پر اللہ کی حاکمیت کی بجائے سیکولرازم کا ڈنکا بج رہا ہے اور اکثر مسلم ممالک بھی اس کے زیر سایہ آچکے ہیں۔ اسی طرح معیشت کے میدان کی بات کریں تو سود کی بنیاد پر سارا معیشت کا نظام کھڑا ہے اور اکثر وبیشتر جوا کاروبار کا حصہ بن چکا ہے۔

ہم مسلمانوں کے معاشرے میں ایک گوشہ معاشرت کا تھا جو کسی درجے بچا ہوا تھا لیکن آج وہ بھی دجالی تہذیب کے اثرات سے محفوظ نہیں رہا۔ جمعہ کے خطبات میں آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ﴾ (النحل:90) ''اور وہ روکتا ہے بے حیائی، برائی اور سرکشی سے۔''

جبکہ شیطان کی دعوت کیا ہے:

﴿اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ﴾ (البقرۃ:169) ''وہ (شیطان) تو بس تمہیں بدی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔''

یعنی ایک طرف رحمان کی دعوت ہے حیا کی اور وہ بے حیائی سے روکتا ہے اور دوسری شیطان کی دعوت ہے جو بے حیائی کی طرف لے جانے والی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ جب حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں تو شیطان یہ حیا چھیننا چاہتا ہے کیونکہ حیا گئی تو ایمان گیا، پھر شیطان کے پیروکار ہی بڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

قرآن حکیم جا بجا ہمیں شیطان کے متعلق تعلیم دیتا ہے کہ وہ تمہارا دشمن ہے، اس کے نقش قدم کی پیروی نہ کرنا، اس کی دشمنی اختیار کرنا۔ قرآن یہ بھی بتاتا ہے کہ ''جو لوگ ایمان والوں کے درمیان بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔'' (النور:19) آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلم معاشروں میں دجالی تہذیب کے اثرات بالکل واضح ہو چکے ہیں۔ آج سوشل انجینئرنگ کے پروگرامز کے نام سے ہم پر بے حیائی کو مسلط کیا جا رہا ہے۔ ایک طرف مردوں کی غیرت وحمیت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ اور دوسری طرف عورتوں کے اندر آزادی کے نعرے اور ستر وحجاب کے احکام سے دوری کا معاملہ ہے۔ اسی طریقے پر مغربی تہذیب کے رنگ میں رنگنے اور آزادی کے پُرفریب نعرے لگا کر صرف یہی نہیں کہ متاعِ ایمان جا رہی ہے بلکہ تذلیل کا معاملہ بھی ہم دیکھ رہے ہیں۔ عورت کو اللہ تعالیٰ کا دین ماں، بیوی، بیٹی، بہن کی حیثیت میں اکرام عطا کرتا ہے، ان کے تحفظ کی بھی بات کرتا ہے، ان کی کفالت کی بھی پروٹیکشن دی گئی ہے۔ باپ ہے تو بیٹی کی ذمہ داری اس پر ہے، شوہر ہے تو بیوی کی ذمہ داری اس پر ہے۔ اسی طرح ستر وحجاب کے احکام عطا کر کے اللہ تعالیٰ نے عورت کا اکرام کیا ہے، اور اس کی حفاظت کا اہتمام کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کو اور بہت سی پروٹیکشنز دین اسلام ایک عورت کو دینا چاہ رہا ہے۔ لیکن آج پُرفریب نعرے لگا کر عورت کو کبھی اشتہاری کھلونا بنایا جاتا ہے حتیٰ کہ اگر گاڑی بھی بیچنی ہے اس پر عورت کو بٹھا کر گاڑی کو بیچا جاتا ہے۔ گویا وہ گاڑی نہیں عورت بیچ رہے ہیں۔ اس طرح بھی عورت کی تذلیل کی جا رہی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ! دوسری طرف ہوس کے مارے کچھ مرد بھی نظر آتے ہیں جو اپنی پروڈکٹ کو بیچنے اور اس کی مارکیٹنگ کے لیے، اپنی پروڈکٹ کی ایڈورٹائزمنٹ کے لیے عورت کو استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں ان سارے تصورات کی مذمت کرنی چاہیے۔ عفت اور پاکیزگی کی زندگی گزارنے کے لیے نکاح کا ادارہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے جو سنت رسول ﷺ بھی ہے۔ دین اس کی تعلیم عطا کرتا ہے، نکاح کو ہمارے دین میں آسان کیا گیا ہے تاکہ زنا کا راستہ بند ہو، لوگوں کی آبرو محفوظ رہ سکے، نسلیں محفوظ رہ سکیں۔ جن معاشروں میں نکاح کا ادارہ ختم ہو گیا وہاں جانوروں کی سطح پر لوگ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں اور جب خاندانی سسٹم برباد ہو گیا تو لوگ نفسیاتی اور نجانے کیسے کیسے امراض کا شکار ہو رہے ہیں۔ آج یہ سب کچھ ہمارے ہاں بھی درآمد کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ غور فرمائیے! کہیں نصاب کے اندر بے مقصد قسم کی

باتیں، کہیں فحش قسم کا لٹریچر، کہیں میڈیا کی بالکل آزادی کے معاملات، یہ فلمیں، ڈرامے، ناچ گانے تو پُرانی چیزیں ہوگئیں، آج سمارٹ فون اور ساری ٹیکنالوجی کے نتیجے میں کیا کچھ ہم پر مسلط کرنے کی کوششیں نہیں کی جارہی ہیں؟ مرد اور عورت کے آزاد اختلاط کی بات، اسی طریقے پر آزادانہ میل جول کی بات اور زنا کی طرف لے جانے والے کاموں کا آسان کردیا جانا، اس کا نتیجہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ نفسیاتی اور دوسرے امراض بھی بڑھ رہے ہیں، گھر کا ادارہ تباہی و بربادی کی طرف جارہا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے دین سے سراسر دوری کا نتیجہ ہے۔ ہم مسلمان ہیں بلکہ دل سے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ محمد مصطفی ﷺ کے امتی ہیں۔ امت کی ماؤں نے ہمیں بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی حیا کا معاملہ کیا تھا۔ صحابہ کرام ؓ بھی بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ کنواری دوشیزہ لڑکی سے بھی زیادہ حیا کرنے والے تھے۔

کیا کیا جائے، شیطان کے حملے ہیں، نفس کی شرارتیں ہیں، دجالی تہذیب کے اثرات بھی ہیں۔ ہم مسلمان ہیں، ہمیں اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ موت یقیناً آنی ہے، کل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو جواب دینا ہے۔ اس سب کے لیے بہرحال اپنی فکر کرنی ہے، اپنے گھر والوں کی فکر کرنی ہے، اپنی نسلوں کی فکر کرنی ہے، اپنے معاشرے کی فکر کرنی ہے اور اس امت کی فکر کرنی ہے۔ ایک طرف تو ہمیں انفرادی سطح پر کچھ کام کرنے ہیں۔ ستر وحجاب کے احکامات، نگاہوں کی حفاظت کی تعلیم مرد کو بھی ہے اور عورت کو بھی ہے۔ (النور 30،31) اپنی نگاہوں کی حفاظت کا اہتمام کرنا، ستر وحجاب کے احکامات، لباس اور ستر کے احکامات، دین نے مرد کے لیے بھی دیے ہیں اور عورت کے لیے بھی دیے ہیں۔ پردے کے احکامات عورت کے لیے عطا فرمائے، محرم نامحرم کی تمیز کا بتایا گیا، اس کا لحاظ رکھنا۔ حدیث رسول ﷺ کے مطابق تنہائی میں دو نامحرم کبھی جمع نہ ہوں کیونکہ تیسرا شیطان ہوگا۔ اسی طرح مخلوط محافل کا معاملہ، کوایجوکیشن کے معاملات، میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بہت بُرے اثرات ہوں گے۔ آج ہمیں یہ باتیں ہضم نہیں ہورہیں لیکن اللہ کا دین اس کی تعلیم عطا کرتا ہے۔ مردوں کا دائرہ کار الگ ہے، عورتوں کا دائرہ کار الگ ہے۔ مخلوط معاملہ نہ ہو، آزادانہ میل ملاپ نہ ہو اور پردے کے احکامات پر عمل درآمد کا معاملہ ہو۔ ہم ایک خاتون کے نامحرم کے سامنے چہرے کے پردے کے قائل ہیں۔ البتہ امت میں دوسری رائے بھی موجود ہے تو کم سے کم اس بات پر سب کو اتفاق ہے کہ ایک خاتون جب گھر سے باہر نکلے تو وہ پورے جسم کو چھپائے۔ اس پر عمل درآمد کرنے کی کوشش کرے۔ نگاہوں کی حفاظت، غیر اخلاقی کاموں سے پرہیز اور نامحرم کو چھونے سے بچنا چاہیے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: تمہارے سر میں کیل ٹھونک دیں یہ گوارا کرلو لیکن تم نامحرم کو چھوؤ یہ گوارا کبھی نہ کرنا۔ اس کے علاوہ میڈیا کا مثبت استعمال بہت ضروری ہے ورنہ آج یہ ہمارے گھر میں داخل ہوکر دجال کی تہذیب اور شیطانی ایجنڈے کی پروموشن پر ہمیں لگا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اجتماعی سطح پر کرنے کا مزید کام یہ ہے کہ یہ امت خیر امت ہے۔ اس کو انسانیت کے لیے برپا کیا گیا، اس نے نیکی کا حکم دینا اور بدی سے روکنا ہے۔ ہم شیطان کے آلہ کار نہ بنیں بلکہ رحمان کے نمائندے بنیں۔ خود شرم وحیا کا پیکر بنیں۔ اور اللہ نے جو حقوق عورت کو دیئے ہیں ان کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔ گھر کے نظام کو مضبوط کریں، نکاح کے معاملے کو آسان کریں۔ پھر یہ مملکت خداداد پاکستان ہم نے اس لیے قائم کی تھی کہ یہاں اسلام کا عادلانہ نظام، سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر قائم کرکے دنیا کے سامنے حقیقی اسلامی ریاست کا نمونہ پیش کریں۔ اس کے لیے جدوجہد کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔ تنظیم اسلامی بھی پورے پاکستان بھر میں یہی پکار لگا رہی ہے۔ آج حیا کی طرف رحمان کی دعوت قبول کرو، شیطان کی بات کو نہ مانو، آؤ مل کر اپنے گھروں کو پاکیزہ بناؤ۔ آؤ مل کر (وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر) کے فریضے پر عمل کرتے ہوئے، دین کی دعوت کو پھیلانے اور دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ ایسا کریں گے تو اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی۔ پھر ایمان کی بھی حفاظت ہوگی، حیا کی بھی حفاظت ہوگی۔ اللہ ہمارے ساتھ ہوگا۔ ہم دجال کے فتنے سے بھی بچیں گے اور شیطان کے حملوں سے بھی بچیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بے خدا تہذیب کے برے اثرات سے بچائے جو ساری انسانیت کو برباد کررہی ہے۔ تہذیب نو تو انسانیت کو اخلاقی اور روحانی سطح پر بے مقصدیت کی طرف لے گئی۔ اللہ ہمیں اس کے اثرات بد سے بچائے اور ہمیں اسلامی معاشرت قائم کرنے اور اجتماعی سطح پر بھی اللہ کے احکام کو قائم کرنے کی توفیق دے اور اس کے لیے جان، مال، وقت، صلاحیت کو لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

حیا کا اسلامی تصوّر

- ''حیا ایمان کا ایک بڑا حصہ ہے۔'' (سنن النسائی)
- ''ہر مذہب کا کوئی نہ کوئی امتیازی وصف رہا ہے اور اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔'' (سنن ابن ماجہ)
- ''حیا کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا تمام انبیاء کی متفقہ سنت ہے۔'' (سنن الترمذی)
- ''بے حیائی جس چیز میں ہوگی اُسے عیب دار بنا دے گی، جبکہ حیا جس چیز میں بھی ہوگی اُسے خوبصورت بنا دے گی۔'' (سنن الترمذی)
- ''جس انسان میں شرم و حیا نہ رہے تو وہ بڑی سے بڑی بیہودگی، نافرمانی اور فساد برپا کرسکتا ہے۔'' (صحیح بخاری)
- ''حیا جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔'' (سنن الترمذی)
- ''اللہ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور جو کچھ اس میں ہے (یعنی دماغ، آنکھ، کان، ناک، منہ اور زبان وغیرہ) کی حفاظت کی جائے، اسی طرح پیٹ اور جو کچھ اس میں ہے (یعنی دل، معدہ اور شرمگاہ وغیرہ) کی حفاظت کی جائے اور موت وقبر کو کثرت سے یاد رکھا جائے۔'' (سنن الترمذی)

❁❁❁

یہود و ہنود شعائرِ اسلام کو ختم کرنے اور مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے متحد ہو چکے ہیں۔ پردے اور حجاب پر حملہ دراصل اسلام اور مسلمانوں کے تشخص پر حملہ ہے: آصف حمید

بھارت میں تمام مذاہب کے لوگ مذہبی شناخت اختیار کرتے ہیں صرف مسلمانوں کو مذہبی شناخت چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے: حسن صدیق

کارپوریٹ طاقتوں نے پیسے کے ذریعے بھارت میں دجالی نظام رائج کر دیا ہے اور اس کے ذریعے مسلمانوں کو ٹارگٹ کیا جا رہا ہے: احمد سہیل

بھارت میں اسلاموفوبک دہشت گردی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: کرناٹک میں ہونے والے حالیہ واقعہ کے پس منظر میں یہ بتایئے گا کہ بھارت میں مسلم خواتین کے پردے اور حجاب کے دشمن ہندو انتہا پسند کیا اپنے لباس میں مذہبی علامات کو ظاہر نہیں کرتے؟

آصف حمید: 2004ء میں جب میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ساتھ بھارت گیا تھا تو اُس وقت کا بھارت سیکولر بھارت کہلاتا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کو بھارت میں کوئی خاص خطرہ نہیں محسوس ہوتا تھا۔ ڈاکٹر صاحبؒ کے بڑے بڑے پروگرام ہوئے۔ اس وقت کے بھارت اور آج کے بھارت میں بہت بڑا فرق ہے۔ مودی سرکار کے آنے کے بعد بھارت ایک انتہا پسند، متشدد ہندو ریاست بن چکا ہے۔ تقسیم سے پہلے ہندو پانی اور مسلم پانی جیسے نعرے لگتے تھے اور ذات پات کی تقسیم کی وجہ سے ہندو مسلمانوں کو نیچ سمجھتے تھے۔ اُس وقت قائداعظم نے دوقومی نظریہ کو آگے بڑھایا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہندو ناقابل اصلاح ہیں۔ موجودہ حالات قائداعظم کے تجزیے کے عین مطابق ثابت ہو رہے ہیں ۔ اِس وقت بھارت کے ساتھ اسرائیل کا بڑا گہرا گٹھ جوڑ ہے ۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾ (المائدہ:82) ”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔“

اور اس وقت بدترین اور عریاں ترین شرک بھارت میں رائج ہے۔ اگر جائزہ لیں تو اسرائیل جس طرح کے مظالم فلسطینیوں پر کر رہا ہے وہی حربے بھارت بھی بھارتی مسلمانوں پر آزما رہا ہے۔ بھارتی اداروں کے اہلکاروں کو اسرائیل سے اس کے لیے باقاعدہ ٹریننگ مل رہی ہے۔ جہاں تک پردے کی بات ہے تو وہاں کے بعض مسلمان بھی پردے اور حجاب کو دین کا مسئلہ نہیں سمجھتے حالانکہ یہ دین کا مسئلہ ہے۔ اصل میں بھارت اسرائیل کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی نسل کشی کرنا چاہتا ہے۔ ہندوؤں کا یہ پرانا نعرہ ہے: مسلمانوں کے دو استھان: پاکستان یا قبرستان۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

پاکستان سے ہندو کی دشمنی کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ یہ مسلمانوں نے بنایا ہے ۔ الحمدللہ ہم اس ملک میں رہتے ہیں، ہماری کمیاں کوتاہیاں ہیں لیکن ہمیں اس طرح کا خوف نہیں ہے جس طرح کا بھارتی مسلمانوں کو ہے ۔ بھارت میں سکھ بھی ہیں اور وہ پگڑی کو اپنے مذہب کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ اُنہوں نے متحد ہو کر اس کو باقاعدہ بھارت میں منظور کروایا۔ یہی وجہ ہے کہ سکھ جس شعبہ میں ہیں وہاں ان کی الگ شناخت ہے ۔ لیکن پردے اور حجاب پر حملہ دراصل مسلمانوں پر حملہ ہے ۔ وہاں کے مسلمانوں کو متحد ہو کر ہندو انتہا پسندوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ بھارت اور اسرائیل دونوں ممالک میں مسلمانوں کا تناسب ایک جیسا ہے ۔ اسرائیل میں تقریباً 18 فیصد مسلمان ہیں اور بھارت میں تقریباً 17 فیصد مسلمان ہیں اور یہ دونوں ممالک خاص طور پر مسلمان آبادی کے خلاف سٹیٹ سپانسر دہشت گردی کر رہے ہیں۔

سوال: بھارتی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ جب آپ لوگ ہم پر مظالم کے حوالے سے پروگرام کرتے ہیں تو اس سے ہندو انتہا پسند اور زیادہ مشتعل ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمارے معاملات میں دخل نہ دیں اور ہم سے ہمدردی ظاہر نہ کریں۔ اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

آصف حمید: اصل میں وہاں کے مسلمانوں کا خیال یہ تھا کہ پاکستان اتنا مضبوط ہو جائے گا کہ وہ ہمارے مفادات کا بھی تحفظ کرے گا۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد ہم لوگوں نے نظریہ پاکستان کو عملی تعبیر نہ دی اور ملک میں اسلام نافذ نہیں کیا۔ لہٰذا ان کو پتا ہے کہ جو بھی بھگتنا ہے وہ ہم نے ہی بھگتنا ہے، پاکستان سے ہمیں کوئی مدد نہیں آسکتی۔ کیونکہ انڈیا میں اگر کسی مسلمان کو نشانہ بنانا ہو تو اس کو آئی ایس آئی کا بندہ شو کیا جاتا ہے تاکہ وہ سارے ہندوستانیوں کی نظر میں مجرم بن سکے۔ بہرحال پاکستان کے مسلمان کا یہ منفرد مقام ہے کہ دنیا میں کہیں پر بھی مسلمانوں پر ظلم وستم ہو رہا ہو تو پاکستان سے ان کے حق میں آواز ضرور اٹھتی ہے ۔ پہلے یہ جذبہ پورے ہندوستان کے مسلمانوں میں تھا۔ تحریک خلافت ہندوستان سے ہی شروع ہوئی۔ آج بھی بوسنیا، فلسطین، شام سمیت جہاں کہیں بھی مسلمانوں پر ظلم ہوتا ہے تو پاکستان سے ان کے حق میں آواز بلند ہوتی ہے۔ شاید اسی وجہ سے پاکستان پر کوئی بڑا عذاب نہیں آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی مدد کرنا، ان کی حمایت کرنا، ہمارا دینی فریضہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تمام مسلمانوں کو جسد واحد سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح جسم کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو پورے جسم کو درد محسوس ہوتا ہے۔ حالانکہ دوسری طرف دیکھیں تو عرب دنیا خاموش رہتی ہے۔ بہرحال مسلمانوں کی حمایت کرنا ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں، ہم مسلمانوں پر مظالم کے خلاف آواز بلند کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

حسن صدیق: ستم ظریفی دیکھئے کہ جب انتہا پسند ہندو مسلمان طالبہ کے حجاب پر بلوا کر رہے تھے تو انہوں نے بھی ہندو مذہبی لباس ہی پہنا ہوا تھا، ان میں کالج کے

سٹوڈنٹس بھی شامل تھے۔ان پر وہاں کی کرناٹک ہائی کورٹ، حکومت اور کالج انتظامیہ نے کوئی پابندی نہیں لگائی تھی۔ حالانکہ کالج انتظامیہ نے کچھ دن قبل چھ مسلم طالبات کو حجاب پہننے پر روکا تھا جس کے بعد پھر معاملہ کورٹ میں گیا تھا۔اسی طرح وہاں سکھ ہر شعبہ میں جاتے ہیں تو پگڑی کے ذریعے مذہبی شناخت کراتے ہیں بلکہ پاکستان میں بھی اگر ٹریفک اہلکار سکھ ہے تو اس کو پگڑی پہننے کی اجازت دی گئی ہے۔مذہبی شناخت کی اجازت ہر ایک کو ہے تو مسلمانوں کو کیوں نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ کوئی بھی مذہب بے پردگی نہیں چاہتا، یہاں تک کہ یہودی اور عیسائی مذہب بھی حجاب اور پردے کے بعض احکامات دیتے ہیں۔ بطور انسانیت پوری دنیا میں اتفاق ہے کہ لباس کا پہننا انسان کا بنیادی حق ہے۔پھر بھارت کے ایک وزیر اعلیٰ یوگی ادتیہ ناتھ کا لباس مکمل مذہبی ہوتا ہے۔پھر نریندر مودی کا بھی مخصوص لباس ہے، وہ مندروں میں بھی جاتا ہے۔ اس واقعہ سے لگتا ہے کہ وہ صرف مسلمانوں کو ٹارگٹ کر رہے ہیں۔

سوال: مسلم خواتین کے پردے اور حجاب کے حوالے سے پوری دنیا کو تکلیف ہے۔کیا پردہ واقعتاً عورت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

آصف حمید: پردہ حیا کی علامت اور فحاشی ،عریانی اور بے حیائی کی ضد ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:تم بے حیا ہو جاؤ تو جو جی چاہے کرو۔یہ ایک شیطانی ایجنڈا ہے کہ فحاشی، بے حیائی عام ہو اور گھریلو نظام تباہ ہو اور حلال و حرام کی تمیز ختم ہو جائے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کیا پردہ عورت کی ترقی میں رکاوٹ ہے؟ تو ایسا قطعاً نہیں۔نقاب پہن کر اگر ناگزیر ہو جائے تو شرعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے عورت جہاز بھی چلا سکتی ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں کام کر سکتی ہے۔ دین میں اس پر کوئی پابندی نہیں۔لیکن کچھ عالمی طاقتیں چاہتی ہیں کہ جس طرح انہوں نے مغرب کی عورت کو بے پردہ اور بے لباس کر دیا ہے وہی ایجنڈا وہ پوری دنیا پر نافذ کر دیں۔اسی وجہ سے یہ ٹرینڈ بن گیا ہے کہ دفتروں میں عورت بن ٹھن کر ٹائٹ لباس پہن کر آتی ہے تو اس کو افسران ترجیح دیتے ہیں۔ یہ اصل میں شیطانی ایجنڈا ہے۔دنیا کی بڑی طاقتیں اس ایجنڈے کو آگے بڑھانے میں مصروف ہیں۔ان طاقتوں کے پیچھے یہودی بیٹھے ہوئے ہیں اور بھارت بھی یہودیوں کے ساتھ ہے۔ بھارت میں عریانی اور فحاشی عام ہے۔کہا جاتا ہے کہ بھارت ریپ کے کیسز کا کیپیٹل ہے۔وہاں کی فلموں سے پوری دنیا میں فحاشی پھیلی ہے اور پاکستان سمیت پوری اُمت مسلمہ متاثر ہوئی ہے۔شیطانی طاقتوں کا مقصد یہ ہے کہ ساری دنیا بے حیا ہو جائے تاکہ وہ جو کچھ چاہیں ان سے کروا لیں۔لیکن پردہ فحاشی ،عریانی اور شیطانیت کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔حالانکہ سکارف تو عیسائی اور یہودی عورتیں بھی لیتی ہیں لیکن ان کے اوپر کبھی اعتراض نہیں اٹھایا گیا اصل میں ان کا ٹارگٹ اسلام ہے اور یہ کوئی ہلکا ایشو نہیں ہے بلکہ ان کی مسلسل مہم ہے۔بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس موضوع پر باقاعدہ ایک خطاب کیا تھا کہ یو این او کا سوشل انجینئرنگ پروگرام دنیا میں رائج کیا جا رہا ہے جس کا اصل مقصد دنیا کو بے حیا بنانا اور عورتوں کو گھر سے باہر نکالنا ہے۔گھروں میں بھی کیبل اور انٹرنیٹ کے ذریعے گند پھیلایا جا رہا ہے۔ ان ذرائع سے اچھی تعلیمات اکثریت تک نہیں جاتیں۔

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انڈیا میں 7500 مسلمان علماء کو شہید کیا گیا۔ وہی ایجنڈا دوبارہ انڈیا پر بی جے پی کے ذریعے نافذ ہو چکا ہے۔

سوال: دنیا بھر کی خواتین اپنے مذہب،ملک اور روایات کے مطابق جینے کا حق رکھتی ہیں۔ بھارتی آئین کی شق: 14، 19 اور 29 کے تحت مسلم خواتین کو اپنی مرضی کا لباس پہننے کی پوری آزادی حاصل ہے۔لیکن بھارتی معاشرہ مسلم خواتین کو مذہبی شناخت کے ساتھ جینے کا حق کیوں نہیں دے رہا؟

احمد سہیل صدیقی: جن آرٹیکلز کی آپ نے نشاندہی کی ہے ان کے علاوہ آرٹیکل 25 بھی ہے جو ’’مذہب کا حق‘‘ کے عنوان سے ہے۔وہ واضح کرتا ہے کہ ہندوستان کے ہر شہری کو اپنے مذہبی حقوق پر عمل کرنے میں مکمل آزادی ہے۔

سوال: لوک سبھا کے رکن پارلیمنٹ اور معروف اسلامی رہنما اسدالدین اویسی صاحب کا کہنا ہے کہ ایک دن باحجاب لڑکی بھارتی وزیراعظم ہوگی۔ان کا یہ بیان مسلم خواتین کو تقویت دے گا؟

احمد سہیل صدیقی: اویسی صاحب کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں۔وہ اس وقت یہود، ہنود اور نصاریٰ کا باجا بجا رہے ہیں اور پاکستان سمیت اپنے سیاسی مخالفین کو گالیاں دیتے ہیں۔اصل میں کارپوریٹ نظام میں اویسی صاحب جیسے لوگوں کو پروموٹ کر کے مسلمانوں کے درمیان نااتفاقی اور مسلمان نوجوانوں کی طاقت کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔لیکن یہ لوگ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے۔اویسی صاحب کو تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔جوانہوں نے بات کی ہے شیخ چلی بھی ایسی باتیں نہیں کرتا۔ پچھلے دس سالوں میں جب سے بی جے پی، آر ایس ایس کی حکومت آئی ہے وہ ہندوستان کے مسلمانوں کو تقسیم کرنے کی پالیسی پر کام کر رہے ہیں۔

سوال: بھارتی وزیراعظم نریندر مودی ایک طرف ’’بیٹی بچاؤ اور بیٹی پڑھاؤ‘‘ کا نعرہ لگاتا ہے لیکن اسی کے دور حکومت میں مسلمان بیٹیوں کی عزت محفوظ نہیں۔کیا بھارتی حکومت انتہا پسند ہندوؤں کے سامنے اتنی بے بس ہو چکی ہے؟

احمد سہیل صدیقی: اصل میں یہ حکومت ہی انتہا پسندوں کی ہے جس کو مکمل طور پر یہودیوں اور نصاریٰ کی تائید حاصل ہے۔یہ مسلمانوں سے ان کا دین چھین لینے کے لیے ہی سارے کام کریں گے۔اصل میں دجال کے آنے سے پہلے یہ ساری قوتیں چاہتی ہیں کہ دجالی نظام ساری دنیا پر قائم ہو۔جو کلچر انگریز اپنے دور میں لانا چاہ رہا تھا وہ اب بی جے پی کے ذریعے لایا جا رہا ہے۔

سوال: بھارت میں مسلم خواتین کو ڈرا دھمکا کر اور ستر و حجاب کی پابندیاں لگا کر یا آوازیں کستے ہوئے مہم چلا کر وہاں کی مسلم خواتین کو تعلیم سے دور رکھنے کی سازش تو نہیں کی جارہی؟

حسن صدیق: 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد سے ہندوؤں نے انگریزوں سے مل کر سازش شروع کر دی تھی کہ مسلمانوں کو کسی طریقے سے تعلیم سے دور کریں۔لیکن ان واقعات کی اور بھی بہت ساری جہتیں ہیں۔اس وقت انڈیا میں کارپوریٹ کلچر بہت تیزی سے اوپر جا رہا ہے مودی کی حکومت کو لانے میں کارپوریٹ سیکٹر کا بہت بڑا کردار ہے۔ کارپوریٹ سیکٹر ہمیشہ پردے اور حیا کو discourage کرتا ہے کیونکہ بے حجابی سے اس کے مفادات وابستہ ہیں۔ عرب دنیا جب یہ اعلان کرتی ہے کہ ہم مغربی کلچر کو ویلکم کرتے ہیں اور دنیا کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہتے ہیں تو انہوں نے سب سے پہلے پردے کو ہی نشانہ بنایا ہے۔کارپوریٹ سیکٹر کے نزدیک انٹرٹینمنٹ انڈسٹری، سیاحت انڈسٹری اور باہر کی کمپنیز کے لوگ وغیرہ عورت ہی کی کشش میں کام کرنے کے لیے آتے ہیں۔انڈیا کی

انٹرٹینمنٹ انڈسٹری تقریباً بیس ارب ڈالر کے اردگرد ہے۔ ان کا ٹارگٹ ہے کہ 2030ء تک وہ اس کو ستر ارب ڈالر تک لے کے جائیں۔اسی طرح ان کی کاسمیٹکس انڈسٹری بھی بیس ارب ڈالر کے قریب پہنچ چکی ہے اور وہ اس کو بھی بڑھانا چاہ رہے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ وہ بنیادی طور پر وہاں کے مسلمانوں کو اشتعال دلانا چاہتے ہیں۔ بی جے پی کے ایک لیڈر نے ایک ٹویٹ کی کہ ابھی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں حجاب اوڑھنے دو، آگے یہ کہیں گے کہ ہمیں شریعت لاء نافذ کرنا ہے۔مسلمانوں کو مارجنائز کرنا اور کارپوریٹ کلچر کو اہمیت دینا مودی سرکار کا بہت بڑا ٹول ہے۔کیونکہ اس سے بی جے پی کے مفادات وابستہ ہیں۔

سوال: بھارت میں الیکشن اسلام اور پاکستان دشمنی میں جیتا جاتا ہے۔دیکھا یہ گیا ہے کہ وہاں جو اسلام اور پاکستان کے خلاف جتنی زیادہ بات کرتا ہے وہ اتنی زیادہ شہرت حاصل کرتا ہے۔آپ کے نزدیک اس نظریاتی، معاشی اور معاشرتی بگاڑ کا حل کیا ہے؟

آصف حمید: بھارت کے انتہاپسند کا سب سے بڑا موٹو ہی یہ ہے کہ کسی طرح 1947ء کی تقسیم کو ختم کیا جائے اور پھر اس خطے کو مسلمانوں سے پاک کیا جائے۔ یعنی اکھنڈ بھارت کا تصور موجود ہے۔گزشتہ انتخابات میں بھی مودی نے پاکستان میں سرجیکل سٹرائیک کا ڈراما کیا اور پاکستان سے مار کھائی لیکن پھر الیکشن میں کامیاب ہوگیا۔وہ تو یہ کریں گے ہی کیونکہ ان کا مذہبی جنون یہی ہے اور پھر آر ایس ایس بنی ہی اسی لیے ہے۔ ایک بھارتی مصنفہ ارون دتی رائے نے کہا تھا:

RSS is Architecture of Fascism.

اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہاں مسلمانوں کو انہوں نے تقسیم کر دیا ہے۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں مسلمانوں کو جیتنا چاہیے تھا وہاں بھی اب بی جے پی کا اُمیدوار جیت رہا ہے۔ گویا آپس کی تفرقہ بازی اور لڑائی میں مسلمانوں نے مزید اپنا نقصان کر لیا ہے۔یہ اپنی جگہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ اگر اگلے دور میں مودی کامیاب نہیں ہوتا اور بھارت واپس سیکولرازم کی طرف چلا جاتا ہے تو پھر شاید بہت بڑی آواز متشدد ہندوؤں کے خلاف عمومی سیکولرز میں سے بھی اٹھے گی۔ کیونکہ ہندوستان میں سیکولر لوگ بھی بہت بڑی تعداد میں ہیں۔لیکن اس وقت انڈیا کا پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پوری طرح بی جے پی، آر ایس ایس کے غنڈوں اور متشدد ہندوؤں کے قبضے میں ہے جس کی وجہ سے سیکولر بھارتی بول نہیں سکتے۔ جہاں بولتے ہیں ان کے خلاف جارحانہ پروپیگنڈا ہوتا ہے۔البتہ انتہاپسندوں کا زور ضرور ٹوٹے گا۔ انتہا پسند ہندوؤں کی وجہ سے پوری دنیا میں ہندوستان بدنام ہوگیا ہے۔اب تو عرب ممالک کو بھی ہوش آنی شروع ہوگئی ہے۔اللہ کرے کہ ان کو مزید ہوش آئے۔

سوال: بھارت میں مسلمانوں کی جان، مال، عزت محفوظ نہیں ہے۔ان حالات میں مسلم طالبہ کی ویڈیو پوری دنیا میں وائرل ہوگئی ہے۔پوری دنیا ہندو غنڈوں کے اقدام کی مذمت کر رہی ہے لیکن انسانی حقوق کی تنظیمیں، مسلم امہ، حقوق نسواں کی تنظیمیں اور پاکستان کا موم بتی مافیا بھی خاموش ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

حسن صدیق: او آئی سی کی طرف سے ہمیشہ کی طرح اس واقعہ کے متعلق بھی ایک رسمی بیان آیا ہے اور وہ بھی دیر سے آیا۔لیکن انڈیا کی وزارت خارجہ نے اس کو بھی اسی طرح مسترد کر دیا جس طرح وہ پہلے بھی کرتی رہی ہے۔ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ مودی کے آنے کے بعد ہی یہ معاملات بہت بڑھے ہیں حالانکہ گاندھی کو مسلمانوں اور پاکستان کی حمایت پر قتل کیا گیا تھا۔اس کے بعد کانگریس نے اپنی لائن مختلف رکھی تھی لیکن ان کے اندر بھی اسلام اور مسلمان دشمنی موجود رہی۔ستر کی دہائی میں اندرا گاندھی کے بیانات کو سامنے رکھیں اور اس کے بعد کانگریس کی حکومت کس طرح کے اقدامات کرتی رہی وہ سب ہمارے سامنے ہیں۔ پاکستان میں لبرل ازم اور فیمنزم کے علمبرداروں کی خاموشی کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے معاملات جس فنڈنگ کے ذریعے چلتے ہیں اس کے مخصوص مقاصد ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ انڈین اسٹیبلشمنٹ کے ایجنڈے کو لے کر چلتے ہیں۔لیکن اب انڈیا کا لبرل طبقہ کہہ رہا ہے کہ انڈیا ٹوٹنے کی طرف جا رہا ہے اور اس کا وہی حال ہوگا جو سوویت یونین اور یوگوسلاویہ کا ہوا تھا۔یہاں تک کہا جا رہا ہے کہ کشمیر بھارت کو ہرا تو نہیں سکتا لیکن بھارت کو کھا جائے گا۔ درحقیقت انڈیا کی ریاستوں کا انڈیا کے ساتھ سوشل کنٹریکٹ سیکولرازم کی بنیاد پر تھا۔ چونکہ انڈیا اب سیکولر نہیں رہا اس لیے وہ سوشل کنٹریکٹ بھی ٹوٹ رہا ہے۔ وہاں پر اب بہت سے مسلم مخالف قوانین آرہے ہیں۔ پانچ چھ ریاستوں میں یہ قانون آگیا ہے کہ مذہب صرف اُسی صورت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اگر غیر ہندو دوبارہ ہندو بن جائے۔لیکن مسلمان یا عیسائی اگر ہندو بن جائے گا تو اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوگا۔ ایک سکالر نوم چومسکی نے بھی کشمیر کو فلسطین سے تشبیہ دی ہے اور کہا ہے کہ مغرب میں بھی اسلاموفوبیا ہے لیکن اس کی بدترین شکل بھارت میں ہے۔ حیرت ہے کہ دنیا کا لبرل اور فیمنسٹ کیا بیانات دے رہا ہے لیکن پاکستانی لبرلز کو سانپ سونگا ہوا ہے بلکہ اگر دیکھا جائے پاکستان میں بھی حجاب کے خلاف اقدامات ہوتے ہیں۔ بہت سے سکولز اور کالجز میں ایسی مثالیں سامنے آئی ہیں کہ وہاں کی انتظامیہ نے حجاب والی لڑکیوں کو حجاب سے منع کیا ہے۔

سوال: اس وقت پوری دنیا میں مغربی تہذیب کی اجارہ داری ہے اور پوری دنیا میں اسلاموفوبیا پھیل چکا ہے۔اس کے تدارک اور اسلامی تہذیب کو اجاگر کرنے کے لیے ہم کون سے اقدامات کرسکتے ہیں؟

حسن صدیق: جب مسلمان غالب تھے تو مغرب اور ساری دنیا مسلمانوں کو کاپی کرتے تھے۔انہی کی لائبریریز سے انہوں نے استفادہ کیا۔حتیٰ کہ لباس کو بھی کاپی کیا جاتا رہا۔ بغداد یونیورسٹی کی طرز پر آکسفورڈ یونیورسٹی قائم کی گئی۔لیکن اب معاملہ الٹ ہے مسلمان مغلوب ہونے کی وجہ سے مغرب کو کاپی کر رہے ہیں۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہے:

﴿وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط﴾ (البقرۃ:120) ’’اور (اے نبیؐ! آپ کسی مغالطے میں نہ رہیے) ہرگز راضی نہ ہوں گے آپؐ سے یہودی اور نہ نصرانی جب تک کہ آپؐ پیروی نہ کریں ان کی ملت کی۔‘‘

یعنی جب تک ہم یہود ونصاریٰ کی ملت میں شامل نہیں ہوتے اس وقت تک ہمیں ان کے ہاں قبولیت نہیں ملے گی۔انڈیا میں ایک مسلمان لیڈر ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے ہندو بن گئے ہیں۔ہمیں چاہیے کہ پاکستان میں اسلام کو سیاست، معیشت اور معاشرت میں نافذ کریں۔ ہماری خاتون اول الحمدللہ حجاب لیتی ہیں۔کیوں نہ ہم اس کو تعلیمی اداروں میں بھی متعارف کرائیں۔ اسلام آباد کی نسٹ یونیورسٹی میں ٹائٹ لباس اور جینز پر پابندی لگائی گئی تو سوشل میڈیا پر شدید ردعمل آیا جس کے نتیجے میں فیصلہ واپس لے لیا گیا۔ اسی طرح ویلنٹائن ڈے پر کچھ یونیورسٹیز نے اس رجحان کو روکنے کے لیے ایس او پیز جاری کیے تو ان پر شدید تنقید کی گئی۔ حالانکہ ہمارے

معاشرے میں جن کو اللہ نے کچھ اختیار دیا ہے ان کو چاہیے کہ اسلامی لباس کو اپنے اپنے دائرہ اختیار میں نافذ کریں تاکہ اسلامی ذہن رکھنے والے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہو۔ پھر ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور دینی احکامات پر عمل پیرا ہوں کیونکہ ہمیں عزت وہیں سے ملنی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط﴾

(آل عمران:26)

”اور تو عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تو ذلیل کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔“

لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم غالب قوم یعنی مغرب کو کاپی کریں گے تب ہی ہمیں عزت ملے گی۔ لیکن عزت اسی کو ملتی ہے جو اپنے تمدن پر فخر کرتا ہے جیسے انڈیا کی باحجاب طالبہ کو عزت ملی ہے۔

آصف حمید: علامہ اقبال اپنی مشہور نظم ”ابلیس کی مجلس شوریٰ“ میں کہتے ہیں

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرار آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشک سحرگاہی سے جو ظالم وضو

اسلام سے خطرہ کس کو ہے؟ نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور پیشین گوئیوں سے ہم بھی اور اغیار بھی آگاہ ہیں۔ یہودیوں کے بارے میں کہا گیا تھا:

﴿يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ط﴾

(البقرہ:146)

”وہ اس کو پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔“ لہٰذا اغیار بھی جانتے ہیں کہ صحیح احادیث میں جو پیشن گوئیاں آخری زمانے کے حوالے سے ہیں وہ ضرور پوری ہو کر رہیں گی۔ چنانچہ وہ پیشگی حکمت عملی طے کر رہے ہیں۔ سب سے طاقتور طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کے بارے میں ایک خوف پیدا کر دیا جائے۔ انہوں نے پہلے اسلام کے بارے میں ایک خوف پیدا کر دیا کہ مسلمان بڑے متشدد لوگ ہیں، ان کو سوائے قتل وغارت گری کے کچھ نہیں آتا۔ دہشت گرد بھی صرف ان میں سے ہیں۔ اس کے لیے وہ موویز بناتے ہیں، کتابیں لکھتے ہیں تاکہ پوری دنیا میں مسلمانوں کے خلاف ذہن سازی کی جائے اور دنیا ان سے متنفر ہو جائے اور ان کے ساتھ ایسا سلوک کرے کہ وہ اپنا دفاع بھی نہ کر سکیں۔ ایک پروپیگنڈا یہ بھی کرتے ہیں کہ مسلمان عورتوں پر ظلم کرتے ہیں، ان کی آزادی اور حقوق چھین لیتے ہیں۔ حالانکہ جتنے حقوق عورت کو اسلام نے دیے کسی اور مذہب نے نہیں دیے۔ دوسری طرف ”خود مومن ہے محروم یقیں“ کے مصداق ہم نے بھی مغرب کو کاپی کرنا شروع کر دیا۔ خاص طور پر ہمارا طبقہ اشرافیہ تو مغرب کے نظریات اور بودوباش پر ہی عمل پیرا ہے اور اسلام کے خلاف وہی رویہ اپناتا ہے جو اغیار کی روش ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ پھر مسلمانوں میں ایسے غدار پیدا ہوئے جنہوں نے مغرب سے پیسہ لیا اور دہشت گرد کارروائیاں شروع کیں۔ ٹی ٹی پی اور داعش وغیرہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ اب سننے میں آ رہا ہے کہ ٹی ٹی آئی (تحریک طالبان انڈیا) بن رہی ہے یعنی وہ چیز کاپی کی جا رہی ہے تاکہ اس کی آڑ لے کر مسلمانوں کے خلاف کارروائیاں کر سکیں۔ بھارت کی موویز میں بدمعاش (ولن) کا نام ہمیشہ مسلمانوں کا جیسا رکھا جاتا ہے۔ یعنی بھارت بھی مسلم دشمنی میں مغرب کی نقالی کر رہا ہے۔ یہود، ہنود سب اسلام کو ختم کرنے کے لیے متحد ہو چکے ہیں۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لیے ضروری ہے بقول بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کسی ایک سائز ایبل ملک میں اسلام پر مبنی نظام (جو عصر حاضر کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہو) قائم کر کے دنیا کو دکھا دیا جائے کہ یہ ہے اسلام۔ اس وقت 57 مسلم ممالک میں سے کسی ایک میں بھی اسلام نافذ نہیں ہے، کوئی ملک بھی اسلامی ریاست یا اسلامی مملکت کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔ البتہ مسلمانوں کے ملک ہیں۔ جب اسلام کا اجتماعی نظام کسی ایک ملک میں قائم ہوگا تو دنیا کو اسلام کی حقانیت کا اندازہ ہوگا۔ ہمیں بحیثیت پاکستانی پہلے اللہ سے رجوع کرنا چاہیے، اپنی غلطیوں سے توبہ کرنا چاہیے اور عملی طور پر اسلام کے نظام کو لانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب وہ نظام قائم ہوگا تو پھر دنیا کو پتا چلے گا کہ اسلاموفوبیا کی کوئی حقیقت ہے ہی نہیں۔ اسلام تو عدل اجتماعی والا نظام ہے۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ بہاولنگر کے ملتزم رفیق خلیل احمد وفات پا گئے۔ برائے تعزیت (بھائی): 0321-6989086

☆ حلقہ لاہور غربی کے مبتدی رفیق امتیاز احمد وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی، اختر کالونی کے رفیق جناب یاسین صدیق کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-3949248

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، جہلم کے مبتدی رفیق عرفان اختر کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0308-8988385

☆ ہفت روزہ ندائے خلافت کے ادارتی معاون فرید اللہ مروت کی ممانی وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ کے رفیق محترم طارق بٹ کے سسر وفات پا گئے۔

☆ حلقہ کراچی جنوبی کے ناظم دعوت جناب کمانڈر سرفراز احمد کی خوشدامن وفات پا گئیں
برائے تعزیت: 0308-2840494

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن اقبال کے ملتزم رفیق راحیل گوہر صدیقی کی بہن وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0336-2313766

☆ حلقہ سرگودھا غربی کے مبتدی رفیق نصیر احمد کے چچا وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0340-5196280

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے ناظم مالیات محترم حاجی خدا بخش کے ہم زلف وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0305-5930818

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے ملتزم رفقاء محترم بلال احمد اور محترم عمران احمد کے خالو وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0332-9202254

☆ حلقہ کراچی شمالی، ناظم آباد کے مقامی امیر ڈاکٹر محمد صدیق کی دادی وفات پا گئیں۔ برائے تعزیت: 0301-8295783

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

حضرت اُمِّ شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

حضرت اُمِ شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا کا شمار عظیم المرتبت صحابیات میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق یمن کے قبیلہ دوس سے تھا۔ پھر وہاں آ کر مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نہایت صالح فطرت سے نوازا تھا۔ انہوں نے ابتدا میں دعوتِ توحید پر لبیک کہا اور ’’السابقون الاولون‘‘ کی مقدس جماعت کی رکن بن گئیں۔

نکاح

آپؓ کا نکاح ابوالعکر دوسی سے ہوا۔

قبولِ اسلام پر تکالیف

طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تو ان کے مشرک عزیز و اقارب نے ان کو دھوپ میں کھڑا کر دیا۔ پانی پلانا بند کر دیا جب تین دن اس طرح رکھا تو مشرکین نے کہا کہ جو دین تم نے اختیار کیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ آپؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! میں تو اسی عقیدہ پر قائم ہوں۔ آپؓ اسلام کی راہ میں آنے والی دشواریوں پر صبر کرنے والی اور ثابت قدم رہنے والی خواتین میں سے ایک خوش بخت خاتون تھیں۔

دعوت کا کام

حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا نے نہ صرف خود اسلام قبول کیا اور اسلامی تعلیمات پر سختی سے عمل کیا بلکہ قبولِ اسلام کے بعد خفیہ طور پر قریش کی عورتوں سے ملتیں اور انہیں اسلام کی دعوت دے کر قبولِ اسلام کی ترغیب دلاتیں حتیٰ کہ اہل مکہ پر ظاہر ہو گیا کہ آپؓ اسلام لا چکی ہیں، مشرکین مکہ نے آپؓ کو مکہ سے نکال دیا۔

آپؓ خود بیان کرتی ہیں کہ اہل مکہ نے مجھے پکڑ کر کہا: ’’اگر ہمیں تمہارے قبیلہ کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سخت سزا دیتے لیکن اب ہم تمہیں مسلمانوں کی طرف لوٹا کر ہی دم لیں گے۔ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ اہل مکہ نے مجھے بغیر کجاوے کے اونٹ پر سوار کیا کہ میرے نیچے کوئی کپڑا اور زین وغیرہ بھی نہ تھی۔ تین دن تک مجھے اسی حالت میں چھوڑے رکھا۔ نہ کچھ کھلاتے نہ پلاتے۔ مجھ پر تین دن ایسے گزرے کہ میں نے زمین پر چلنے والی کسی چیز کی آواز نہیں سنی۔

اہل مکہ جب بھی کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے تو مجھے باندھ کر دھوپ میں ڈال دیتے اور خود سائے میں جا کر بیٹھ جاتے اور مجھے کھانے پینے کو بھی کچھ نہ دیتے۔ میں اسی حالت میں رہتی حتیٰ کہ وہاں سے کوچ کر جاتے۔

اسی دوران انہوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور مجھے دھوپ میں باندھ کر خود سائے میں چلے گئے۔ اچانک میں نے اپنے سینے پر کچھ ٹھنڈک محسوس کی۔ دیکھا تو وہ پانی کا ایک ڈول تھا۔ میں نے سیر ہو کر پیا اور بقیہ پانی اپنے جسم اور کپڑوں پر انڈیل لیا۔ جب وہ لوگ میرے پاس آئے۔ مجھ پر پانی کا اثر محسوس کیا اور مجھے اچھی حالت میں دیکھا تو کہا: ’’کیا تم نے کھل کر ہمارے مشکیزوں سے پانی پیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ بخدا! میں نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے کہا: ’’اگر تم سچی ہو تو پھر تمہارا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔‘‘ جب انہوں نے اپنے مشکیزوں کو دیکھا تو انہیں ایسے ہی پایا جیسے انہوں نے چھوڑے تھے۔ پھر اسی وقت وہ ایمان لے آئے۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج8، ص417)

ہجرت

اہل سیر نے حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کی ہجرت کے زمانے کی تصریح نہیں کی لیکن یہ بات ثابت ہے کہ آپؓ نے مدینہ منورہ ہجرت کی اور وہاں مستقل اقامت اختیار کر لی۔

فضل وکمال

حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا بہت ہی عبادت گزار خاتون تھیں۔ سنن النسائی میں ہے کہ حضرت اُمِ شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا انتہائی متمول اور فیاض صحابیہ تھیں۔ لوگوں کو دل کھول کر کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ انہوں نے اپنے مکان کو مہمان خانہ عام بنا دیا تھا۔

صحیح مسلم کی ایک روایت بھی ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ میں بھی حضرت اُمِ شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا نومسلموں کی کفالت کیا کرتی تھیں۔

دربارِ نبویؐ کی مہمانوں کی خدمت

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باہر سے جو مہمان آتے تھے وہ اکثر حضرت اُمِ شریکؓ ہی کے مکان میں قیام کرتے تھے۔ آپؓ ان مہمانوں کا کھانا پکایا کرتی تھیں۔

رسول اکرم ﷺ سے عقیدت

حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ سے بڑی محبت اور عقیدت تھی۔ علامہ ابن سعدؒ نے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس ایک کُپی تھی جس میں وہ حضور ﷺ کے لیے گھی ہدیتاً بھیجا کرتی تھیں۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا کا سالِ وفات اور دیگر حالات معلوم نہیں ہوئے۔

❁❁❁

حجاب اور عورت

- حجاب عورت کا حق ہے۔ حجاب عورت کی زندگی ہے۔ حجاب عورت کے لیے رب العزت کی پسند ہے۔
- حجاب محض ایک کپڑا نہیں ہے جس سے عورت خود کو چھپاتی ہے۔ حجاب میں اس کے سوچنے کا انداز، اس کی گفتگو، اس کی نظر، اس کا چلنا پھرنا شامل ہیں۔
- کعبے کا غلاف اس لیے کہ پتہ چلے یہ کوئی عام گھر نہیں اللہ کا گھر ہے۔ عورت کا حجاب اس لیے کہ پتہ چلے یہ کوئی عام عورت نہیں مسلمان ہے۔
- حجاب آپ کے اور لوگوں کے درمیان رکاوٹ نہیں، حجاب تو آپ کے اور لوگوں کی برائی کے درمیان رکاوٹ ہے۔ (ابن تیمیہؒ)

جو ترا فرض ہے......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پوری دنیا میں امریکی نیٹو گٹھ جوڑ نے گزشتہ صدی اور بالخصوص نائن الیون کے بعد اپنی جنگ بازی سے امن عالم درہم برہم کیے رکھا۔ میڈیا کو اپنی انگلیوں پر نچاتے خبر کی دنیا میں ''تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو!'' کا سماں رہا۔ دہشت گرد تو سارے وہ تھے تو جوان کی چاند ماری کا نشانہ بنے! یہ خود بشمول اسرائیل امن کے دیوتا ٹھہرائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ازخود نوٹس لیا۔ پہلے امریکا نے موسمی تھپیڑے سہے مسلسل۔ طوفان در طوفان، آگ لگے وسیع وعریض علاقے۔ اب باری ہے یورپ کی۔ دنیا کو ان کے شر سے بچنے کی کچھ مہلت ملی ہے۔ اب یورپ بالخصوص برطانیہ میں اس کا ذائقہ چکھتے انہیں ''بم سائیکلون'' اور دیوہیکل، عفریت طوفان کا نام دیا جا رہا ہے۔ دنیا کی یہ جنتیں، مسلسل طوفانوں بگولوں سے درہم برہم ہو رہی ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ برطانیہ مزید طوفانوں کے لیے اب نشانے پر ہے۔ پہلے تم عفریت، بگولے بنے دنیا کے کمزور (مسلمان) ممالک کو باری باری نشانے پر لیے رہے۔

اب صورت یہ ہے کہ اِدھر یورپ اور اُدھر پورا امریکا (پولر وورٹیکس) ''قطبی بھنور'' کے نشانے پر ہے اور برطانیہ بالخصوص پے در پے اس کے تھپیڑے کھا رہا ہے۔ قطبی بھنور، بہت بڑے علاقے پر محیط ہوا کے کم دباؤ کا گھومتا ہوا بگولہ نما نظام قطب شمالی، جنوبی پر بیٹھا رہتا ہے (اور حکمِ الٰہی کے تحت) اُٹھ کر بڑے علاقوں، خطوں کو لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ سی این این کے مطابق اس ہفتے لاکھوں امریکی بھی اس کی لپیٹ میں آنے والے ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ، نقطۂ انجماد سے نیچے درجۂ حرارت کا سامنا کریں گے۔ برفباری اور شدید سردی متوقع ہے ایک مرتبہ پھر۔ یہ دو ہزار میل پر محیط سرد طوفان آنے کو ہے جس کی وارننگ جاری کی گئی ہے۔

برطانیہ موسمیاتی شدتوں کی زد میں ہے۔ دریا ضبط کے بند توڑ کر سرکشی میں طغیانی پر آئے ہیں۔ سیلاب کے 450 انتباہ جاری ہوئے۔ (میل آن لائن کی تفصیلی رپورٹ) پورا نظام مفلوج ہے۔ فلائٹیں معطل، ٹرین اسٹیشن زیرآب، گاڑیاں ڈوبی ہوئی، طوفان سے بعض جگہ اڑی چھتیں، گرے درخت، انسانوں تک کو بعض جگہ اڑا لے جانے والی تند ہوائیں۔ بڑے بڑے پل بند کر دیے گئے ہیں۔ بجلی، گرمائش اور بعض جگہ پانی سپلائی سے محروم گھر۔ 19 فروری کی رپورٹ تھی کہ برطانیہ طوفانوں کی جہنم کا سامنا کر رہا ہے، تین مزید طوفان آنے کو ہیں۔ انجینئروں کی بحالیٔ نظام کی کوششیں بھی طوفان ناکام بنائے دے رہا ہے۔ ساحلی علاقوں سے طوفانی بپھری ہوئی لہریں ٹکرا رہی ہیں۔ متاثرین کہہ رہے ہیں، بھیانک، سنگین صورت حال ہے، سبھی سہولتیں ختم ہیں۔ سفر سے منع کیا جا رہا ہے۔ ہمیں پتھر کے زمانے میں دھکیلنے کو دھمکانے والے کچھ ذائقہ تو اب اپنی بے بسی، بے اختیاری کا چکھ رہے ہیں۔ خود برطانیہ تینوں آسمانی مذاہب رکھنے والا ملک ہے! ملکہ برطانیہ 'چرچ آف انگلینڈ' کے پروٹسٹنٹ عقیدے کے تحفظ کی اعلیٰ ترین سربراہ (سپریم گورنر) ہے۔ مگر عقیدہ خود شاہی خاندان میں کس حال میں ہے؟ تمام شہزادے، شہزادیاں! شہزادہ اینڈریو کا 12 ملین پاؤنڈ دے کر تالا بند کیا گیا اسکینڈل۔ خود برطانوی وزیراعظم، اخلاق وکردار کی اڑتی دھجیاں!

سرکشی اور طغیانی میں بپھر کر بندگی کی حدود سے تجاوز کر جانے والا، رب کی فرمانبرداری سے اصولاً منحرف ہو کر اللہ کی بخشی سرزمین اور رعیت پر خالق کے مقابل اپنے حکم چلانے والا ''طاغوت'' کہلاتا ہے۔ پوری دنیا پر اس وقت خالق سے سرکشی پر مبنی نظام حیات لاگو کرنے والے بڑے چودھری امریکا یورپ طاغوتی سرخیل ہیں۔ اس وقت ''قطبی بھنور'' پر شمالی بحر اوقیانوسی ''بے لگام ردِّعمل کا طغیان'' ان کے ماہرین موسمیات اسے بیان کر رہے ہیں۔ ان طواغیت کو یہ اپنے چنگل میں لیے ہوئے ہے۔ اسے صرف سائنسی پیرائے میں بیان کر کے گزر جانا جہل ہے۔ تینوں آسمانی مذاہب اللہ کی گرفت، گزری قوموں کے گناہ، تجاوزات اور ان پر عذاب الٰہی یکساں بیان کرتے اور تعلیم دیتے رہے ہیں۔ قومِ نوحؑ کی غرقابی، قوم عاد پر یہی بگولے طوفانوں کی لپیٹ کا مسلط کیا جانا سبھی مناظر یکساں پڑھائے گئے ہیں۔ بحر مردار اللہ کے غضب کی زندہ علامت ہے۔ مگر نگاہوں میں بھری غلاظت عبرت پذیری سے عاری ہے۔ دوسری طرف روس، یوکرین میں جنگی بگولوں کا ایک مزید قطبی بھنور ان کے سر پر مسلط کیے ہوئے ہے۔ امریکا یورپ نفسیاتی اور معاشی طور پر افغانستان کے چرکوں سے ادھ موئے ہوئے اب روس کے ہاتھوں مفلوج ہوئے پڑے ہیں۔ یوکرین کے دو اہم حصوں کو علیحدہ کر کے تسلیم کرنے کا روسی اقدام نیا دھماکہ ہے! امریکا یورپ دم بخود ہیں۔

جنونی طغیانی میں بھارت آج کل باؤلا ہوا پھر رہا ہے۔ امریکا نے اپنے مقاصد کے تحت چین کے مقابل آسٹریلیا، جاپان اور بھارت کے ساتھ مل کر اتحاد بنا کھڑا کیا ہے۔ بھارت اس کا فائدہ اٹھا کر ہتھیار مزید سمیٹے گا۔ بھارت پر وحشت، درندگی کا جو بھوت سوار ہے امریکا اس سے مسلسل آنکھیں بند کیے ہوئے ہے۔ امریکا، روس دونوں سے بھارت مفادات بٹورتا ہے۔ اسلاموفوبیا میں وہ فرانس اور نسلی تفریق اور منافرت کے ظالمانہ ہتھکنڈوں میں اسرائیل سے کسی طور کم نہیں۔ 'ایمنسٹی انٹرنیشنل' نے اسرائیل کے خلاف حال ہی میں (یکم جنوری 2022ء) جو جامع رپورٹ جاری کی ہے اس کا عنوان ہی عیاں ہے: ''اسرائیلی نسلی منافرت/ عصبیت (Apartheid) فلسطینیوں کے خلاف: ظالمانہ تسلط کا نظام اور انسانیت کے خلاف جرم۔'' عین یہی عنوان بھارت کے 30 کروڑ مسلمانوں اور کشمیر پر ناجائز قبضے کو بیان کرتا ہے۔ کہاں کی جمہوریت، کون سا سیکولرازم! سنگاپور کے وزیراعظم نے حال ہی میں بھارتی لوک سبھا کے آدھے ارکان کا ریکارڈ مجرمانہ ہونے کی نشاندہی کی ہے۔ متعدد ارکانِ اسمبلی کے خلاف قتل سمیت کئی مقدمات درج ہیں۔ ایسے میں یہ عالمی سطح پر غنڈہ گردی کی سرپرستی ہے۔ حجاب کی آڑ میں

اٹھائے جانے والے طوفان میں کئی مزید ڈگری کالجوں میں حجاب پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔

خود پاکستان بھی اسے عالمی فورمز پر اٹھانے کا روادار نہیں۔ عوام مظاہرے کر کے، ٹائر، بھارتی جھنڈے جلا کر گلا پھاڑ نعرے لگا کر تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ محمد بن قاسم کا دور لد گیا۔ ایمانی غیرت پی ایس ایل میں جھونکی گئی۔ جب اپنی بیٹی ڈاکٹر عافیہ امریکی جیل میں گھلتی رہی تو مسکان یا کشمیر کے لیے کیا ہو سکتا ہے! ایمنسٹی نے جو فردِ جرم اسرائیل پر عائد کی ہے اس میں فلسطینیوں کی زمینوں، جائیدادوں پر قبضے، ماورائے قانون قتل، جبری تبادلے، نقل و حرکت پر پابندی، شہریت سے محروم کیا جانا شامل ہے۔ اسی کا سامنا بھارتی اور کشمیری مسلمانوں کو کرنا پڑ رہا ہے۔ بلکہ وحشت میں اسلاموفوبی زعفرانی جتھے شدید تر ہیں۔ ایک نہتی لڑکی پران کی یلغار شرمناک اور انسانیت کے خلاف جرم ہے۔ حجاب کا معاملہ تو اب یوں دنیا میں گھس پٹ چکا کہ مسلمان عورت کے نقاب پر جرمانے لاگو کرنے والا فرانس ہو، یا باقی دنیا میں اسے پابندیوں کا ہدف بنانے والے، دسمبر 2019ء سے غیر مرئی کورونا کے حکم پر سبھی نقاب پوش ہو گئے۔ مَردوں نے بھی چہرے چھپا لیے۔ اب ماسک نہ لگانے پر تا دیر جرمانے عائد ہوتے رہے! نقاب حجاب کا جادو سر چڑھ کر بولا!

بھارت تو باضابطہ پاگل پن کے دوروں، مالیخولیا کا مریض بنا باحجاب خواتین پر مظاہرے میں بدترین تشدد اور لاٹھی چارج کرتی پولیس کا نشانہ بنتی بچیاں دنیا کو دکھا رہا ہے۔ ترکی میں بھارت کے خلاف احتجاجی مظاہرے تو ہوئے لیکن دنیا بھر کی حقوقِ نسواں زدہ این جی اوز اور مارچنی طبقے کے کان پر جوں نہ رینگی۔ مسئلہ عورت کے لباس اور تعلیم کے تحفظ کا ہے بھارت میں، لیکن چونکہ لباس پہننے اوڑھنے کی آزادی کی پکار ہے سو یہاں سناٹا طاری ہے۔ انہیں تو لباس سے بھی آزادی درکار ہے۔ وہاں تکبیر بلند کر کے حجاب پہننا اللہ کی مرضی، اس کی رضا پر چلنے کا مظہر ہے اور یہاں اپنی مرضی چلانے، نفس اور شیطان کی خدائی کے بے لگام نعرے ہیں۔

8 مارچ کے حوالے سے ابھی سے بحث چھیڑ دی گئی اور مخاصمانہ ماحول بنا دیا گیا ہے۔ ملکی ماحول میں پہلے تنازعے کیا کم ہیں کہ اس ماحول میں عورت کو بھی سڑکوں پر لا کھڑا کیا جائے؟ عورت کا اوّل آخر اہم ترین حق اس دور میں یہ ہے کہ وہ اصل، خالص، محترم مقدس، پاکیزہ نسوانی عورت بن کر قرار و وقار سے جی سکے۔ آزادی کے نام پر غیر ذمہ دار مرد اور نیم مردانہ عورت بریگیڈ، معاشرے کی بھاری بھرکم ذمہ داریاں عورت پر لادے چلے جا رہے ہیں۔ معاشرتی بگاڑ ہمہ نوع اسی بنا پر ہے۔ صنفی انتشار اور گڈ مڈ ختم کیجیے۔ مرد، مردانگی کا ثبوت دے۔ کریم محافظ اور قوام بن کر دیوثیت کی طرف جانے سے معاشرے کو بچائے، تاکہ اخلاقی اقدار کا جنازہ نہ اٹھے۔

سعودی عرب کے تمام تر بگڑے ماحول کے باوجود برطانوی ٹریول کمپنی کے سروے کے مطابق پوری دنیا میں آج عورت مدینہ منورہ میں محفوظ ترین ہے۔ یہ وہ سرزمین ہے جہاں عورت کو حجاب کے تقدس اور وقار سے گھر کی ملکہ بنانے والے محسن نسواں صلی اللہ علیہ وسلم کا کریم اسوہ پروان چڑھا۔ آج کی دنیا کے ظالم ہوسناک چودھریوں کے ہاتھوں مظلوم ترین، عورت اور بچے ہیں۔ اس کمزور مخلوق کے عالمی استحصال کا ایک شرمناک نظام ان کے ذریعے پروان چڑھا۔ ہالی، لالی، بالی ووڈ کے جنگلات نے عورت کو کھلونا بنا کر رکھ دیا۔ قبل از اسلام کے جاہلانہ دور کی طرح پیسے کے عوض خوبصورت اصطلاحوں میں آج بھی خریدی، بیچی جا رہی ہے۔ اسے تحفظ دینے کی مبنی بر اخلاص تحریک کی ضرورت ہے، جو معاشرے کے ایمان، علم اور عمل والے مَردوں کا فرض ہے، سڑکوں پر عورتوں کے نعرے لگوا کر نہیں!

میں نے یہ قصہ کہا اس لیے ہو کر مجبور
جو ترا فرض ہے وہ یاد دلاؤں تجھ کو!

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(10 تا 20 فروری 2022ء)

جمعرات (10 فروری) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (11 فروری) کو جامع مسجد شادمان میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ شام کو عطاء الرحمٰن عارف کی بیٹی کے نکاح میں شرکت کی اور دعا کروائی۔

QTV پر ''بصیرت القرآن'' کے عنوان سے فہم قرآن کریم کا ایک پروگرام جس میں نوجوان بھی شرکت کرتے رہے کئی سالوں سے چل رہا تھا۔ 9 سال میں قرآن کریم کی تکمیل ہوئی ہے۔ ہفتہ (12 فروری) کی شام کو اس حوالے سے QTV پر Live پروگرام ہوا۔

بعد ازاں معمول کی مصروفیات رہیں۔

اتوار (13 فروری) کو عطاء الرحمٰن عارف صاحب کی بیٹی کے ولیمہ میں شرکت کی۔

جمعہ (18 فروری) کو لاہور آنا ہوا۔

ہفتہ (19 فروری) کو ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب کے ہمراہ جمعیت تعلیم القرآن کی درخواست پر ایک پروگرام میں ''قرآن مجید کے حقوق'' کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ دوپہر کو نائب امیر کے ہمراہ شعبہ سمع و بصر کے حوالے سے آصف حمید صاحب سے ان کے آفس میں گفتگو رہی۔

اتوار (20 فروری) کی صبح کو نائب امیر کے ہمراہ شعبہ نظامت اور دوپہر کو شعبہ تعلیم و تربیت کے اجلاسوں میں ان کے ناظمین سے ملاقاتیں رہیں۔ مرکز میں حیا مہم کے حوالے سے رفقاء سے خطاب اور عوام الناس کے نام پیغام کے لیے دو تقاریر ریکارڈ کروائیں۔

نائب امیر صاحب سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

بدترین انسان کی پہچان

محب اللہ قاسمی

انسان کی شخصیت، اس کے عادات واطوار اور افعال اور کردار سے نمایاں ہوتی ہے۔ انسان فطری طور پر اپنا مصاحب اور دوست بھی انہی کو بنانا پسند کرتا ہے جو معاشرے میں اچھے ہوتے ہیں اور برے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔ فارسی مثل مشہور ہے ''صحبت طالع ترا طالع کند''، اور جاپانی مقولہ ہے ''جب کسی شخص کا کردار تم پر واضح نہ ہو تو اس کے دوستوں کو دیکھو''۔ اس سے اس کے معیار کا پتہ چلتا ہے اس لیے معمولی سے معمولی عقل وشعور رکھنے والا انسان کبھی برے لوگوں کو اپنا دوست بنانا پسند نہیں کرتا بلکہ اس کی فحش باتوں اور برے کاموں سے بچنے کے لیے اس سے دوری اختیار کرنے میں اپنی بھلائی محسوس کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مومن محبت اور الفت کا حامل ہوتا ہے اور اُس شخص میں کوئی خوبی اور بھلائی نہیں جو نہ خود محبت کرے اور نہ لوگوں کو اس سے الفت ہو۔'' (مسند احمد، بیہقی شعب الایمان)

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جہاں اچھے لوگوں کے اوصاف اور خوبیاں بیان کی ہیں وہیں برے اور ناپسندیدہ لوگوں کی بھی پہچان بتادی ہے تاکہ ایسے لوگوں سے دور رہا جائے۔ اس سلسلے میں ایک اصولی بات یہ ہے کہ ہر وہ انسان جس میں کسی طرح کی خیر کی امید نہ رکھی جائے حتیٰ کہ اس کے شر سے بھی لوگ محفوظ نہ ہوں تو وہ شخص بدترین انسان مانا جائے گا کیونکہ ایسی صورت میں وہ معاشرے کے فساد وبگاڑ کا سبب بنے گا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''تم میں بدترین شخص وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کو نہ خیر کی امید ہو نہ اس کے شر سے لوگ محفوظ ہوں۔'' (ترمذی، باب الفتن)

بسا اوقات انسان کسی برے شخص سے ملتا ہے مگر اس کے ساتھ بہتر انداز سے پیش آتا ہے، اس سے گمان ہونے لگتا ہے کہ وہ معاشرے کا بہترین فرد ہوگا حالانکہ وہ بدترین انسان ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کی وضاحت فرمادی ہے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''بُرا ہے فلاں قبیلہ کا بھائی۔ یا (آپ ﷺ نے فرمایا) کہ بُرا ہے فلاں قبیلہ کا بیٹا۔'' پھر جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ بیٹھا تو آپؐ اس کے ساتھ بہت خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے۔ وہ شخص جب چلا گیا تو حضرت عائشہ ؓ نے آپؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! جب آپؐ نے اسے دیکھا تھا تو اس کے متعلق یہ کلمات فرمائے تھے، جب آپؐ اس سے ملے تو بہت ہی خندہ پیشانی سے ملے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ ؓ! تم نے مجھے بدگو کب پایا۔ اللہ کے یہاں قیامت کے دن وہ لوگ بدترین ہوں گے جن کے شر کے ڈر سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔'' (بخاری)

معلوم ہوا کہ معاشرے کے ایسے بدترین لوگوں کی شناخت واضح کرنا جو علی الاعلان فسق وفجور کا ارتکاب کرتے ہیں اُسے غیبت میں شمار نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہاں مقصود ہجو نہیں بلکہ لوگوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھنا ہے۔

آئندہ سطروں میں انسانوں کی مزید چند علامتوں کا ذکر کیا جارہا ہے جنہیں نبی کریم ﷺ نے بیان کیا ہے تاکہ لوگ اُن سے دور رہیں اور اچھے برے کی تمیز کرسکیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم قیامت کے دن اللہ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بدترین انسان انہیں پاؤ گے جو دورخی اختیار کرتے ہیں۔'' (بخاری)

آپ ﷺ نے اس کی مزید وضاحت ان الفاظ میں فرمائی: ''یقیناً بدترین شخص وہ ہے جو دو منہ رکھتا ہو، کچھ لوگوں کے پاس ایک منہ لے کر جاتا ہے اور کچھ لوگوں کے پاس دوسرا منہ لے کر جاتا ہے۔'' (مسلم)

ایسا شخص سچ اور جھوٹ کو ملا کر لوگوں میں فساد وبگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کو انسانیت کا دشمن اور معاشرے کا ناسور سمجھا جاتا ہے۔ ایسا شخص لوگوں کی کمزوریوں کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے تاکہ ان کی اطلاع دوسروں کو دے۔ اس طرح ان کے مابین قطع تعلق کا سبب ہے۔ اسی وجہ سے اس کا دل حسد اور کینہ کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔

امام غزالیؒ نے دو طرفہ باتیں بنانے والے کو چغل خوری کی خصلت سے بھی بدتر بتایا ہے۔ چغلی میں آدمی صرف ایک کی بات کو دوسرے کے یہاں نقل کرتا ہے جبکہ یہاں دو طرفہ مخالفانہ باتیں پہنچائی جاتی ہیں۔ قیامت کے دن ایسے شخص کے پاس دو انگاروں کی زبان ہوگی۔ ایسے شخص سے متعلق نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص دنیا میں دو چہرے رکھتا ہوگا، قیامت کے دن اس کے منہ میں دو انگاروں کی زبانیں ہوگی۔'' (ابوداؤد)

آپ ﷺ نے ایسے بدترین شخص کی مزید وضاحت فرمائی: ''اللہ کے بندوں میں برے وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں، محبت کرنے والوں کے درمیان تفرقہ ڈالتے ہیں اور بھلے لوگوں میں عیب تلاش کرتے ہیں۔'' (مسند احمد)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بدترین شخص کی تین علامتیں بتائی ہیں: ایک یہ کہ وہ چغل خوری کرتا ہے تاکہ ایک شخص کی عیب جوئی کے سبب دوسرا اس سے بدگمانی کا شکار ہوجائے۔ ایسے شخص کے متعلق ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔'' (بخاری ومسلم)

دوسرا وہ شخص ہے جو لوگوں کے مابین محبت واخوت کو اختلاف وانتشار کے ذریعے تار تار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

تیسرا شخص وہ ہے جو اس فکر میں لگا رہتا ہے کہ کسی نیک آدمی میں کوئی عیب نکال کر اسے پھیلا دے تاکہ لوگوں میں اس کی رسوائی ہو۔

بالفاظ دیگر وہ دوسرے انسانوں کی رسوائی کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ تمام انسانوں کا خالق و مالک اللہ ہے۔ وہی انسان کی ضرورتوں کو پوری کرتا ہے، لہٰذا انھیں اسی کے سامنے سجدہ ریز ہونا چاہیے نہ کہ اللہ کے بالمقابل کسی دوسرے کو حاجت روا تسلیم کیا جائے، جیسا کہ مزاروں پر دیکھنے کو ملتا ہے۔ یہ بندے کی سب سے بڑی سرکشی ہوگی، ایسے شخص کو بھی حدیث میں بدترین انسان کہا گیا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”بدترین انسان وہ ہے جو قبروں کو مساجد (عبادت گاہ) بنا لیتے ہیں۔“ (مسند احمد)

اس کائنات میں بہت سے انسان ایسے بھی ہیں جو دوسروں کی دنیا بنانے میں بھول جاتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ صحیح ہے یا غلط؟ اس طرح ان کی آخرت تباہ و برباد ہوجاتی ہے۔ ان کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مرتبے میں برے لوگ وہ ہوں گے جو دوسرں کی دنیا بنانے میں اپنی آخرت خراب کرلیں گے۔“ (سنن ابن ماجہ)

قیامت کی علامتوں میں سے ہے: برائیاں عام ہوجائے گی اوران کا اتنا چرچا ہونے لگے گا کہ لوگ بُرے کاموں کو بُرا نہیں سمجھیں گے، اس طرح برے لوگوں کی کثرت ہوجائے گی۔ اسی بات کی پیشین گوئی کرتے ہوئے پیارے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بُرے لوگوں پر قیامت کا وقوع ہوگا۔“ (بخاری)

مذکورہ تمام احادیث سے ایسے بدترین لوگوں کی شناخت بتائی گئی ہے جس کے متعلق آپ ﷺ نے شرارالناس، شرار عباداللہ وغیرہ کہہ کر وضاحت فرمائی ہے۔ ان کے علاوہ جھوٹ، غیبت، بدکاری و بداخلاقی وغیرہ جیسے عمل کے مرتکب لوگ بھی بدترین انسان ہیں کیونکہ ایسے لوگوں سے بھی خیر کی توقع نہیں کی جاتی اور اس کے شر سے لوگ مامون نہیں ہوتے لہٰذا وہ بھی بدترین انسان ہیں جن کو حدیث میں بُرا کہا گیا ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ رفیق تنظیم اسلامی اور قرآن اکیڈمی لاہور کے ڈرائیور محمد شریف کے نو عمر بھتیجے کو موٹر سائیکل سے گرنے کی وجہ سے دماغ میں شدید چوٹ آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

غلبۂ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ مارچ 2022ء / شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ

مشمولات

☆ بُت کدۂ ہند میں تکبیرِ ربّ کی گونج — ایوب بیگ مرزا

☆ روشن خیالی اور اسلام — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ انفرادی نصب العین اور اجتماعی ہدف — انجینئر عمیر نواز

☆ مطالعہ اچھی تحریر کے لیے غذا ہے! — راحیل گوہر

☆ وقت — متاعِ بے بہا — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

☆ تفسیر کے ناقابلِ اعتبار مآخذ (۴) — پروفیسر حافظ محمد قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ”بیان القرآن“ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرِتعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور — 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

”دفتر تنظیم اسلامی رحیم یار خان، ڈیرہ گجراں منٹھار روڈ نزد کنٹری کلب میرج لان، رحیم یار خان، (حلقہ سکھر)“ میں

13 تا 19 مارچ 2022ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

اور

زیادہ سے زیادہ رفقاء پروگرام میں شریک ہوں۔

18 تا 20 مارچ 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-6776902 / 0321-6702554

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

Survival of Muslim Society: Modesty

The fact of the matter is that of the three segments of collective human life, secular forces have already triumphed over us with regards to politics and economics. Whereas on the social plane, we still display some degree of resilience. The current predicament is such that on the one hand, the honor and protective attributes of men are badly injured, while on the other, the shyness and modesty of women, owing to being furthest from Islamic teachings, have been vehemently attacked by enemies of Islam, who are utilizing various NGOs and agents equipped with a social engineering program, glamorized slogans, and additional deceptively elegant names. Today, our survival and steadfastness only lies in turning back and adopting the concrete societal values provided by Islam.

What is *Haya?*

Sharam-o-Haya signifies the inherent human virtue which stops one from shameless deeds. If a person commits some evil deed after being overcome by an innate urgency, then this virtue of *Sharam-o-Haya* reproaches. Modesty and true faith are inseparable.

Let us turn our gaze towards ourselves with the intent of self-assessment, in light of Quranic verses and Prophetic traditions:

- "The hypocrite men and women are from one another. They enjoin what is wrong and forbid what is right ..." ***(At-Taubah: 67)***
- "The believing men and believing women are allies of one another. They enjoin what is right and forbid what is wrong ..." ***(At-Taubah: 71)***
- "Indeed, those who desire that immorality may spread among those who have believed will have a painful punishment, both in this world and the Hereafter." ***(An-Nur: 19)***
- "Modesty is a part of faith, and (people of) faith would be Paradise, whereas, indecency is evil, and (people of) evil will enter the Fire." ***(Musnad Ahmed)***
- "The Prophet of Allah (SAAW) cursed those men who adopt the likeness of women, and also those women who adopt the likeness of men." [I.e. in appearance, mannerism and attire etc.] ***(Jami' At-Tirmidhi)***
- "If you let go of modesty, then do whatever you please." ***(Sahih Al-Bukhari)***

Practical steps at the individual level, for the promotion of modesty:

- ✓ Choosing of attire based on the rulings of *Satr* and Hijab, indulgence in pure conversations, and abstaining from immoral behaviors.
- ✓ Refraining from participating in mixed gatherings, avoiding meeting with non-*Mahrams* in private, and totally desisting from shaking hands with them.
- ✓ Practicing *Ghadh-e-Basr* or lowering of the gaze both inside and outside the home, and adopting of the obligatory veil.

Practical steps at the societal level, for the establishment of an Islamic society:

- ❖ The reason due to which the Muslim Ummah has been dubbed the "best of nations" in the Glorious Quran is its fulfilment of the duty of enjoining right and forbidding evil.
- ❖ A disciplined, collective struggle must be waged, instead of individual endeavor, for the establishment of Islamic societal justice on social, economic and political levels.
- ❖ Efforts should be undertaken for the establishment of the *Deen*, above and beyond all types of grouping and sectarian enmity.

Key takeaway: Even now, if the Muslim Ummah readies itself to fulfill its individual and collective duties, and securely grips the Rope of Allah (the Noble Quran) and the *Sunnah* of the Prophet (SAAW), then surely, Allah Almighty will once again bestow upon the Muslims their lost stature and prestige. In the words of Iqbal:

If you are loyal to Muhammad (SAAW), We are yours
This universe is nothing, the Tablet and the Pen are yours

امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ
تنظیم اسلامی
www.tanzeem.org
بانیٔ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.09

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore